۴،۲۶

توبہ

تالیف

شہید محراب، معلم اخلاق، آیت اللہ دستغیب شیرازی

ترجمہ

عابد حسین عسکری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : توبہ

تالیف : آیت اللہ شہید دستغیب

ترجمہ : عابد حسین عسکری

کتابت : خان زمان علوی

تعداد : ۵ ہزار

ناشر: خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

دھلی نو

طباعت: ایرانین آرٹ پرنٹرز دھلی

فہرست مضامین

مترجم کے قلم سے ۵
پہلی فصل ۸
توبہ ۹
توبہ کی حقیقت ۱۰
پشیمانی ترکِ گناہ کا سبب ۱۱
توبہ کاملہ ۱۲
توبہ کی فضیلت اور اس کا وجوب ۱۳
توبہ نصوح کسے کہتے ہیں؟ "
توبہ کی فضیلت ۱۵
توبہ فوری واجب ہے ۲۱
توبہ کے مراتب ۲۴
توبہ کاملہ کی کیفیت اور اسکے مستحبات ۲۵
طاقت فرسا شکنجے "
زیادتی پشیمانی، توبہ انبیاء ۲۷
تکمیل توبہ، روزہ، غسل، نماز "
استغفار، تکرار توبہ، سحرخیزی ۲۹
دوسری فصل ۳۲
توبہ سے فائدہ اٹھائیے ۳۳
توبہ کرنے والوں کا گڑگڑانا۔ ۳۴
خدا توبہ قبول کرتا ہے ۳۵
توبہ کے ذریعے اپنے گناہوں کی تلافی کریں ۳۶
گذشتہ گناہوں سے توبہ کریں ۳۸
کسی کو برے لقب سے نہ پکاریں ۳۹
گناہ کے بعد توبہ واجب ہے ۴۱
توبہ، امید کی ایک کرن "
ایک گناہ گار نوجوان کا قصہ ۴۲
امام حسینؑ کے وسیلے سے توبہ قبول ہوسکتی ہے ۴۴
استغفار سے شیطان کا دل دہل جاتا ہے ۴۵
تائب کے گواہ ۴۶
اعضاء و جوارح کی گواہی کی کیفیت ۴۷
خدا کے لئے ہاتھ پاؤں کا گویا کرنا۔ ۴۸
تسبیح ہاتھ کی انگلیوں سے ۵۰

تیسری فصل	۵۲
توبہ کیسی ہو ؟	۵۳
ندامت قلبی فقط خدا کے لئے ہو	″
اہلبیتؑ کی محبت توبہ کیطرف لے جاتی ہے	۵۵
توبہ رحمت کا دروازہ ہے	۵۶
توبہ میں زبان دل کی ترجمان ہو	۶۰
ترک توبہ اور گناہ پر اصرار کرنا	″
توبہ معافی کا سبب	۶۱
امام سجادؑ کی زہری سے گفتگو	۶۲
گناہ تاریکی ہے، توبہ روشنی	۶۳
سب گناہ قابل بخشش ہیں	۶۴
قتل کی توبہ	۶۵
توبہ آتش جہنم سے نجات دلاتی ہے	۶۶
استغفار کی جزا بخشش ہے	۷۰
مقدر کی باتیں	″

مترجم کے قلم سے

ہمارے اکثر نوجوان اپنے کئے پر نادم ہوتے ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ یاس وقنوطیت کے تاریک بھنور میں پھنس کر برائیوں کو نہیں چھوڑتے۔ وہ دل میں یوں خیال کرتے ہیں کہ، اب تو گناہ کر ہی بیٹھے ہیں، جانے معاف ہوتا ہے یا نہیں؟ اسی حیص وبیص کے عالم میں اپنی کامیابی اور صلاحیتوں سے بھرپور جوانی کو خواہشاتِ نفسانی کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے مناسب اور ضروری سمجھا کہ شہیدِ محراب معلم اخلاق آیت اللہ شہید دستغیب شیرازی کی فارسی کتاب توبہ کا اردو میں ترجمہ کر دیا جائے اور قربۃً الی اللہ ترجمہ شروع کر دیا۔

اگر یہ شکستہ حروف اور بے سلیقہ کاوش کسی دل پر اثر کر جائے تو اس میں ہماری سعادت ہے۔ جی ہاں، کچھ ایسا ہی ہے۔ بیچارے فرزند آدمؑ کی آرزوئیں تو بہت ہوتی ہیں مگر عمر کوتاہ ہے۔ شب و روز کی مسلسل کروٹیں اور لیل و نہار کی متواتر انگڑائیاں انسان کی زندگی کو کم کر رہی ہیں۔ نہ جانے کب اور کس وقت، وقتِ اجل آجاتا ہے اور روحِ انسان قفسِ عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔ موت کا تو ایک دن معین ہے اس نے آنا ہی ہے اور انسان کو سے جانا ہے۔ لہٰذا اگر انسان اپنی زندگی میں گناہ کر بیٹھتا ہے تو اسے مایوس نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اپنے ربِ کریم کے حضور میں بڑے ادب سے معافی مانگ لے تو وہ ضرور معاف فرماتا ہے۔

وہ بار بار فرماتا ہے، "یا عبادی!" (اے میرے بندو!)، کسی کو نافرمان، عاصی، گناہ گار کہہ کر نہیں پکارتا اور اس نے اپنے بندوں کے عیوب کو چھپا رکھا ہے اگر ہمیں ایک دوسرے کے نقائص اور برائیاں معلوم ہو جائیں تو ایک دوسرے سے نفرت

کرنے لگ جاتے ہیں، لیکن اس نے اپنے تئیں ہمارے عیوب کو پوشیدہ کر رکھا ہے۔
جب انسان کو ضمیرِ نفس، وجدان اور قلبی کیفیت توبہ کرنے پر اکسائے تو خود کو گناہوں کی شدید ظلمت میں کھویا ہوا پائے اور عرقِ ندامت اس کی جبین سے بہ رہا ہو تو اسے پریشان نہیں ہونا چاہیئے بلکہ صمیمِ قلب اور خلوصِ نیت سے ارحم الراحمین کی عظیم بارگاہ میں جھک جائے اور دل کے ارمان آنسوؤں کو ترجمان بنا کر پیش کرے اور بارگاہِ الٰہی میں وعدہ کرے کہ آئندہ برائیوں سے اجتناب کروں گا، میرے گزشتہ گناہ معاف فرما۔ تو خالق فرماتا ہے کہ گناہ گار کا گڑگڑانا مجھے ملائکہ کی تسبیح سے زیادہ پسند ہے۔
کتبِ احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ تائب شخص کے گناہ خزاں میں درختوں کے پتوں کی طرح گر جاتے ہیں یا جیسا کہ بچہ شکمِ مادر سے منصۂ شہود پر قدم رکھتا ہے تو معصومیت اس کی پیشانی سے ٹپک رہی ہوتی ہے اور گناہ و خطا کا نام و نشان نہیں ہوتا، اسی طرح توبہ کرنے والے انسان کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ بس اب اسے گلشنِ کردار کا سچا باغبان بن کر حفاظت کرنی چاہیئے۔ شرافت و عفت کے پھولوں کو سجانا رہے۔ اس سے اطمینانِ قلب حاصل ہوگا اور غنچۂ معرفت کھل اٹھے گا۔ اس وقت اس کی زندگی دینی و دنیاوی بہاروں کے پُرکیف نظاروں کا شاداب خطہ بن جائیگی انشاءاللہ۔ لہٰذا توبہ کے سنہری باب سے فائدہ اٹھایئے۔ اس میں معاشرے کی قیل و قال اور باتوں سے مت ڈریئے۔
یہ کتاب شہیدِ محراب، معلمِ اخلاق، پیکرِ علم و عمل، الحاج آیت اللہ سید دستغیب شیرازی نور اللہ مضجعہ، کی تقاریر کا مجموعہ ہے۔ آیت اللہ دستغیب ایران کی گرانقدر شخصیت تھی۔ ملتِ ایران اسلام کے اس بطلِ جلیل کی علمی، فکری اور مذہبی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔
جب وہ تقریر کرتے تو سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور خوفِ خدا

سے جسم لرزنے لگتا۔ آبِ اخلاص سے ڈھلے ہوئے الفاظ موتی بن کر ہویدا ہوتے تھے۔ بُرا ہو اسلام کے دشمنوں کا، انہوں نے اس بزرگوار ہستی کا دنیا میں رہنا پسند نہ کیا اور ایک بے رحم شخص نے ان کو محرابِ مسجد میں بم کے دھماکے سے شہید کر دیا۔ شہیدِ محراب اپنے مظلوم دادا علی علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَہ کا مصداق بن کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

خدا کی ہزاروں رحمتیں جلوہ فگن ہوں آپ پر۔ مرحوم علم الاخلاق کے سپیشلسٹ لیکچرار تھے اور مکتبِ تشیّع و خاندانِ رسالت کی کماحقہٗ خدمت کرتے رہے۔ بندہ نے لفظی پیچ و خم اور مفاہیم کی گنجلک الجھنوں سے بچتے ہوئے مطالب کو سلیس انداز میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے، تاکہ سمجھنے میں دقت و دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غوّاص کو موتی کی طلب ہے نہ صدف کی

مجھے امید ہے کہ خداوند متعال حضرت قائم آلِ محمدؐ علیہ السلام کا صدقہ میری اس ناچیز سی پیشکش کو قبول فرمائے گا اور مجھے اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق عنایت فرمائے گا، آمین۔

عابد حسین عسکری

قم المقدسہ۔ ۱۱ فروری ۱۹۸۵ء

پہلی فصل

- توبہ
- توبہ کی حقیقت
- پشیمانی ترکِ گناہ کا سبب
- توبۂ کاملہ
- توبہ کی فضیلت اور اس کا وجوب
- توبۂ نصوح کسے کہتے ہیں؟
- توبہ کی فضیلت
- توبہ فوری واجب ہے
- توبہ کے مراتب
- توبہ کاملہ کی فضیلت
- طاقت فرسا شکنجے
- زیادتی پشیمانی، توبۂ انبیاءؑ
- تکمیل توبہ، روزہ، غسل اور نماز
- استغفار، تکرار توبہ، سحر خیزی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توبہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا (تحریم آیہ ۸)

صاحبان بصیرت سے پوشیدہ نہیں ہے کہ توبہ خالق کی عظیم مہربانیوں کا ایک شعبہ ہے اور اس کی بیکراں عطوفتوں کا خوبصورت دروازہ ہے جس کو خدا نے اپنے بندوں پر ہمیشہ کے لئے کھولا ہوا ہے۔ اگر یہ دروازہ بند ہوتا تو فلاح و کامیابی کسی کے لئے نہ ہوتی، کیونکہ بشر کی سرشت آلودگیوں اور خطاکاریوں سے وابستہ ہے۔

جیسا کہ ہر انسان اپنے اعضاء و دل کو مختلف آلودگیوں میں ڈالے ہوئے ہوتا ہے مگر وہ مقدار کہ خدا اس کی حفاظت کئے ہوئے ہے۔ مختصر یہ کہ انسان خود کو خطاؤں اور گناہوں سے بچا سکتا ہے، لیکن ابتدا ہی سے جو اپنی پاکیزہ فطرت بچائے رکھے ایسا آدمی نہیں ملے گا (البتہ انبیاکرامؑ اور ائمہ طاہرینؑ کی پاکیزگی میں کوئی شک نہیں)۔

اسی لئے تو خدائے رحیم و حکیم نے توبہ کو معنوی بیماریوں اور قلبی امراض کی دوا اور برے کاموں کو پاک کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے، تاکہ توبہ کی برکت سے انسان کے گناہ مٹ جائیں اور ابدی نجات حاصل ہو۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے ابوابِ رحمت کی قدردانی کی اور ان سے فائدہ اٹھا کر خدا کا محبوب ترین بندہ بنا اور اس کی بے پایاں نعمتوں پر شکر کرنے والا بن گیا، بدبخت ہے وہ انسان جو بابِ رحمت سے محروم رہے اور توبہ کے راستے اس پر اتمام حجت کے لئے کھلے رہیں۔

قیامت کے دن انسان حساب و کتاب اور سوال و جواب کے وقت عذر خواہی کرے گا اور عرض کرے گا۔ پروردگارا ! میں انجان اور بے خبر تھا، شہوت و غضب کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور شیطان کے وسوسوں کے سامنے پائے استقامت نہ جما سکا، تو اس وقت اس کے تمام بہانوں اور حیلوں کا جواب دیا جائے گا، "کیا ہم نے تجھ پر توبہ کے راستوں کو کھولا ہوا نہیں تھا ؟ کیا تجھ کو سخت کام بتائے گئے تھے اور طاقت سے زیادہ کوئی کام بتایا گیا تھا ؟ کیا توبہ کی شرائط تیرے بس سے باہر تھیں ؟"

ہم اس مقام پر توبہ سے متعلق چند مطالب کو ذکر کرتے ہیں۔

توبہ کی حقیقت

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے : "گناہ پر پشیمان ہونا توبہ ہے۔"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "توبہ کے لئے فقط اپنے کئے پر نادم ہونا کافی ہے" (اصول کافی)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے : "ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو اپنے گناہوں پر نادم ہوا ہو اور خداوند کریم نے اسے بخش نہ دیا ہو، جب بھی اپنی خطاؤں کی معافی مانگتا ہے تو اس کے سب کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"

اسی بناء پر توبہ کی حقیقت وہی گناہوں پر پشیمان ہونا ہے۔ انسان یہ سمجھے کہ میری خطا پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا، جیسا کہ ایک غلام اپنے آقا کی رضا کے خلاف کوئی کام کرے اور اس بات سے غافل رہے کہ اس کا مالک اسے دیکھ رہا ہے۔ چونکہ انسان سمجھتا ہے کہ میں جو کچھ بھی کرتا ہوں وہ سب کچھ خدا دیکھ رہا ہے، اس وقت اپنے کردار پر سخت پشیمان ہوتا ہے جس طرح ایک تاجر کسی سے سودا کرے اور اپنا تمام سرمایہ بھی اس کے حوالے کر دے اور کافی مقروض ہو جائے تو وہ اپنے سودے پر کتنا نادم ہوگا۔ خصوصاً اس وقت زیادہ پچھتائے گا جب اس کو کسی دانا دوست نے پہلے روکا بھی تھا۔ اس کی مثال اس مریض کی سی ہے جس

کو ڈاکٹر نے کسی چیز کے کھانے سے منع کیا ہو اور پھر بھی وہ اس ممنوع چیز کو کھائے اور مریض ہو جائے تو اس وقت ندامت کے سوا کچھ نہیں حاصل ہو گا۔

پشیمانی۔ ترک گناہ کا سبب

خدا اور قیامت، پیغمبروں اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے فرامین پر جتنا ایمان ولیقین ہو گا اتنا ہی گناہوں پر ندامت ہو گی اور ہر وقت اس کے دل میں آتش حسرت شعلہ زن رہے گی۔ چنانچہ گناہ پر ندامت وحسرت کرنے کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ انسان آئندہ کے لئے ترکِ گناہ کا پکا ارادہ کرے، کیونکہ اگر وہ ترکِ گناہ کا مصمم ارادہ نہ رکھتا ہو تو معلوم ہو گا کہ وہ حقیقت میں گناہ پر پشیمان نہیں ہوا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ انسان نادم ہو اور گناہوں کو ترک نہ کیا ہو" گناہ پر جب نادم ہو تو ضروری ہے کہ اس کے تدارک کی کوشش کرے یعنی اگر وہ گناہ خدا کا حق تھا جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج کی ادائیگی نہ کی ہو تو، توبہ کے بعد ان سب کی قضا بجالائے۔ اگر حق الناس تھا جیسے کسی کا مال غصب کیا، تو فوراً واپس کردے۔ اگر اس مال کا مالک مر چکا ہے تو مال کو اس کے ورثاء کے حوالے کردے۔ اگر اس کے وارثوں کو نہیں جانتا تو اس کی طرف سے صدقہ دیدے۔ اگر حقِ آبرو تھا تو معافی مانگے اور ان کو راضی کرنے کی بھرپور کوشش کرے، اگر حقِ قصاص یا دیت تھا تو خود اس کے سپرد کرے تاکہ اس سے قصاص یا دیت لئے جائیں یا معاف کردیں۔ اگر حقِ حد ہو جیسے قذف (کسی پر تہمت لگائی تھی) تو خود کو صاحبِ حق کے سپرد کرے تاکہ اس پر حد جاری کی جائے یا معاف کردیا جائے۔

لیکن اگر اس کے دوش پر ایسے گناہوں کا بوجھ ہو کہ جن کی حد خدا نے مقرر فرمائی ہے جیسے زنا، تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ خود اسلامی عدالت کے جج کے سامنے جاکر اقرار

کرے تاکہ اس پر حد جاری کی جائے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بس گناہ پر ندامت اور گناہ کے ترک کرنے کا پکا عزم کرلینا اور استغفار پڑھنا کافی ہے۔ اور وہ کبیرہ گناہ جن کی حد معین نہیں ہے جیسے غنا، موسیقی کا سننا، روایات اور آیات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ندامت اور پشیمانی کے بعد استغفار ضروری ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔

توبۂ کاملہ

ایک شخص نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی محفل میں کہا "استغفر اللہ"۔ حضرت نے فرمایا: تیری ماں تجھ پر ماتم کرے، کیا تو جانتا ہے کہ استغفار کیا ہے؟ (کیونکہ استغفار فقط اس کی زبان پر تھا لیکن اس کا دل اس سے خالی تھا) استغفار بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے اور عالم اعلیٰ پر صدر نشینوں میں سے ہے۔ اور استغفار کے معنی میں چھ چیزوں کا ہونا لازمی ہے:۔

۱۔ سابقہ کردار پر حسرت و ارمان کرنا۔

۲۔ ہمیشہ کے لئے ترک گناہ کا قصد کرلینا۔

۳۔ لوگوں کے حقوق کو ادا کرنا تاکہ جب مرے تو بری الذمہ ہو کر جائے اور ایسی حالت میں خدا سے ملاقات کرے کہ اس کے دوش پر کسی کا حق نہ ہو۔

۴۔ جس واجب کو چھوڑا تھا اس کو بجا لائے۔

۵۔ اگر اس کا گوشت پوست حرام چیزوں سے بڑھا تھا تو آخرت کے ہولناک مناظر کو یاد کرکے اتنا روئے کہ اس کا چمڑا ہڈیوں سے لگ جائے اور بدن پر پھر سے نیا گوشت پیدا ہو۔

۶۔ اپنے بدن کو عبادت کی سختیوں کا ذائقہ چکھائے جس طرح خوشیوں اور مسکراہٹوں میں گناہ سے لطف اندوز ہوا تھا۔

جب بھی تجھ میں یہ چھ چیزیں پیدا ہو جائیں تو اس وقت کہو "استغفر اللہ"۔

توبہ کی فضیلت اور اس کا وجوب

تمام علماءِ کرام کا اس میں اتفاق ہے کہ گناہ خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، توبہ کرنا سب سے واجب ہے اور عقل کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ چنانچہ تجرید الکلام میں محقق طوسیؒ اور اس کی شرح میں علامہ حلیؒ فرماتے ہیں: توبہ ضرر کو دور کرنے کا سبب بنے گی اور ضرر کو دور کرنا عقلی طور پر واجب ہے لہٰذا عقلی حکم کے تحت توبہ واجب ہو گئی۔

خداوند متعال سورہ نور کی آیت ۳۱ میں ارشاد فرماتا ہے :۔

تُوبُوٓا إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

تم سب کے سب خدا کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم سب کامیاب ہو سکو۔

اور سورۂ تحریم میں فرماتا ہے :

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ (آیت ۸)

اے ایمان والو! تم خدا کے حضور میں خالص توبہ کرو، امید ہے تمہارا پروردگار تمہارے گناہوں کو معاف کر دے۔

توبۂ نصوح کسے کہتے ہیں؟

علامہ مجلسیؒ شرح کافی میں توبۂ نصوح کے معنی کو مفسرین سے یوں نقل کرتے ہیں :۔

۱۔ خوشنودیِ خدا کے لئے پاکیزہ اور خالص توبہ کرنا یعنی دوزخ کے خوف اور بہشت کے لالچ میں توبہ نہ کرے بلکہ اس بات پر نادم ہو کہ میں نے امرِ خدا کی مخالفت کیوں کی ہے۔ محقق طوسیؒ تجرید الکلام میں فرماتے ہیں: جہنم کے ڈر سے گناہوں پر پشیمان ہونا توبہ نہیں کہلائے گا۔

۲۔ ایسی توبہ کرنا کہ جسے غیر بھی دیکھ کر سبق حاصل کرے یعنی اپنے نفس کو توبہ کے پانی سے

اتنا دھوئے کہ اس کے آثارِ توبہ کو گناہگار بھی دیکھے تو فوراً توبہ کی طرف مائل ہو جائے یا دوسرے لفظوں میں اس نے وادیٔ عمل میں اتر کر دوسروں کی نصیحت کا باعث بنا ہے یا ایسی توبہ کرے کہ آخر عمر تک پھر اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔

۳۔ نصاحت خیاطت کے معنی میں ہے یعنی جس شخص کا دین پارہ پارہ ہوگیا ہو تو وہ توبہ کے ذریعے اسے سی سکتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کو اولیاء خدا بھی کہا گیا ہے۔

۴۔ نصوح، توبہ کرنے والے کی صفت ہو یعنی کوئی شخص خود ہی کو نصیحت کر کے خلوص نیت اور کامل طور پر ایسی توبہ کرے کہ اب اس کے تمام گناہ کے آثار دل کی دیوار سے مٹ جائیں۔ خود کو ریاضت کے پانی میں دھو ڈالے اور گناہوں کی ظلمتوں کو ایمان کی روشنی، ایقان کی جلاء سے ختم کر دے اور نیکیوں کے پرتو میں برے کاموں کو بالکل ہی فنا کر دے۔

ایک بزرگ عالم دین فرماتے ہیں کہ فقط آئینۂ دل سے سیاہ دھوئیں کو ختم کر دینا کافی نہیں ہے، بلکہ اس کو اتنا صیقل کیا جائے کہ جرائم کی سیاہی اس کے دل سے مٹ جائے اور اس کی اطاعت کا نور روشن تر ہو جائے کیونکہ جو جو گناہ کیا تھا وہ اس کے دل پر تاریکی کی طرح چھا چکا ہے۔ اب عبادت کی روشنی سے اس کو درخشندہ کرنے کی کوشش کرے۔ جتنی جتنی عبادت بڑھتی جائے گی، اتنا ہی دل شفاف تر ہوتا جائے گا۔ توبہ کرنے والا شخص لازمی طور پر اپنے تمام گناہوں کو سامنے رکھے تاکہ ہر برائی کے بدلے توبہ کرے مثلاً اگر اس نے موسیقی کی محفلوں میں رہ کر آلاتِ لہو و لعب کو سنا ہے تو قرآن و حدیث، موعظہ اور دینی مسائل سنے، قرآن کی ہمیشہ تلاوت کرے۔ یاد رہے کہ قرآن کے خط کو طہارت کے بغیر ہاتھ نہیں لگانا چاہئے۔ اگر جنابت کی حالت میں مسجد میں ٹھہرا تھا تو اسی قدر اعتکاف کرے۔ اگر حرام چیزوں کی طرف نگاہ اٹھائی تھی تو اب ایسی چیزوں کو دیکھنے کی کوشش کرے کہ جن کا دیکھنا عبادت ہے، جیسے قرآن مجید کی تلاوت کرنا، والدین کے چہرے کی زیارت کرنا، نیک لوگوں اور بزرگ سادات کرام کی طرف نظر کرنا، اسی طرح خدا کی نشانیوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے۔

توبہ کرنے کے بعد لوگوں کے حقوق کو ادا کرے اور کافی مقدار میں اپنے مال سے صدقہ دے۔ اگر کسی کی غیبت کی تھی تو توبہ کے بعد مومن کی مدح و ثنا زیادہ کرے اور اس کی نیکیوں کو بیان کرے۔ مختصر یہ کہ توبہ کے بعد کئے ہوئے گناہوں کا الٹ کام کرے۔ اس کے بجائے زیادہ سے زیادہ عبادت کرے۔ جس طرح ڈاکٹر بیماریوں کا ان کے مخالف سے علاج کرتا ہے۔

توبہ کی فضیلت

۱۔ **خدا کے نزدیک محبوب ہونا**:۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت ۲۲۲ میں ارشاد فرماتا ہے:۔
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت صادقِ آلِ محمدؑ علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا مومن کی توبہ پر خوش ہوتا ہے جس طرح تم کو ایک گمشدہ انسان مل جائے تو تم کتنے خوش ہوتے ہو۔ (کافی)

۲۔ **برائیوں کا نیکیوں میں بدل جانا**:۔ توبہ کے ذریعے نہ صرف گناہ کی تاریکی دور ہوتی ہے بلکہ گناہ کی جگہ نور و روشنی سے بدل جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ
حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ○
یُّضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَخْلُدْ فِیْہٖ مُھَانًا ○ اِلَّا
مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ
سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ (سورہ فرقان آیات ۶۸-۷۰)

اور وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو خدا نہیں بنا لیتے اور کسی نفس کو جس کا قتل خدا نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا فعل کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔ قیامت کے دن اس کا عذاب دوگنا کر دیا جائے گا۔ اور ہمیشہ کے لئے اس میں ذلیل ہو کر رہے گا، سوائے اس کے جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل بجا لائے۔

پس وہی تو ہیں جن کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

۳۔ موردِ ثناء اور فرشتوں کی دعا :۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ (سورۂ مومن آیات ۷-۹)

جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرداگرد ہیں وہ (برابر) اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے لئے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں (اور یہ کہتے رہتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر حاوی ہے، پس جن لوگوں نے توبہ کرلی ہے اور وہ تیری راہ پر چلتے ہیں ان کے گناہ بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے (اور) اے ہمارے پروردگار! ان کو ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، داخل فرما دے اور ان کے باپ دادا میں سے اور ان کی ازواج میں سے اور ان کی اولاد میں سے جو (جو) نیک ہوں ان کو (بھی) بالتحقیق۔ تو بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے اور ان کو برائیوں سے بچالے اور جس کو تو نے اس دن برائیوں سے بچالیا اس پر یقیناً رحمت فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

۴۔ توبہ کرنے والا بہشتی ہے :۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۗ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○ (آل عمران ۱۳۵-۱۳۶)

جو شخص بدی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور سوائے خدا کے گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے اور جو کچھ وہ کر چکے، جان بوجھ کر اس پر اصرار نہیں کرتے۔ ان کی جزا ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش ہے اور ایسے باغ جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نیک عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔

۵۔ توبہ طولِ عمر اور عیش و زندگی کا باعث بنتی ہے :۔ ارشادِ الٰہی ہوتا ہے :

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى
اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (سورہ ہود آیت ۳)

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے گناہوں کی مغفرت مانگو، پھر اس کے حضور میں توبہ کرو کہ ایسا کر: وقتِ مقررہ تک بہت اچھی طرح نفع پہنچائے گا اور ہر زیادہ عطا کرنے والے کو زیادہ عطا فرمائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

کچھ لوگوں کی عمریں گناہوں کے سبب کم ہو جاتی ہیں اور وہ بہت جلد مر جاتے ہیں اور کچھ اپنے معین وقت پر راہیِ آخرت ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ گناہ عمر کو گھٹاتے ہیں اور توبہ عمر کو دراز کرتی ہے۔

۶۔ توبہ دعا کی قبولیت کا سبب بنتی ہے :۔ آگے چل کر اس پر مفصل بحث کی جائے گی اور وضاحت کے ساتھ بتایا جائے گا کہ توبہ کس طرح دعاؤں کی قبولیت کا باعث ہوتی ہے۔

۷۔ توبہ خدا کی طرف سے پیامِ خوشخبری لاتی ہے : ارشادِ الٰہی ہے :

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ
مَا تَفْعَلُوْنَ (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۵)

اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کی بدکاریاں معاف فرماتا ہے اور

جو کچھ کیا کرتے ہو وہ جانتا ہے۔

حضرت صادق آلِ محمدؑ علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

خداوندِ عالم نے داؤدؑ پیغمبر سے فرمایا، اے داؤد! گناہ گاروں کو خوشخبری سنا دو اور صالحین کو امید کی کرن دکھلادو۔ عرض کیا۔ بارالٰہا! گناہ گاروں کو خوشخبری اور نیک کاروں کو امید کیسے دلاؤں؟ فرمایا: گناہ گاروں کو اس لئے مژدہ سنادو کہ میں ان کی توبہ قبول کروں گا، اور صالحین کو اس لئے امید دے دو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے حسنِ کردار پر گھمنڈ کرنے لگیں اور خود پسند بن جائیں۔ کیونکہ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے کہ اس سے حساب نہ کروں گر وہ ہلاک ہو جائے۔

۸۔ **گناہ جتنے بھی زیادہ ہوں توبہ سے مٹ جائیں گے :۔** ارشادِ الٰہی ہے :

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ

(سورۃ الزمر آیات ۵۳-۵۴)

تم یہ کہہ دو کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی ہی ذات پر زیادتی کی ہے (یعنی دل کھول کر گناہ کئے ہیں) تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ یقیناً اللہ سب ہی گناہوں کو بخش دے گا۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے اور تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے، اسی کے مطیع رہو (ورنہ) پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے گی۔

اس آیت میں توبہ کے بارے میں سخت تاکید کی گئی ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے ایک صحابی سے یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ خدا اس شخص پر لعنت کرے جس نے حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کی۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کہو، مگر توبہ کی اور اپنے نفس کی اصلاح نہ کی۔ پھر فرمایا۔ گناہ تو یہ ہے کہ جس نے حضرت علی علیہ السلام کی مدد نہ کی اور پشیمان بھی نہ ہوا۔ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کی اور پشیمان ہوا اور پھر توبہ نہ کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑا گناہ بھی قابلِ عفو ہو سکتا ہے

۹۔ **توبہ توڑنے سے باطل نہیں ہوگی** :۔ اگر تائب شخص اپنے عہد و پیمان کو توڑ دے اور پھر گناہ کرے تو اس کی سابقہ توبہ باطل نہ ہوگی بلکہ اس شخص پر واجب ہے کہ تازہ گناہ کی توبہ کرے۔ غرض جتنا ہی خواہشاتِ نفسانی کے خلاف توبہ بجالائے اسکے تمام گناہ بخشے جائیں گے۔

محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا۔ اے محمد بن مسلم، مومن جن گناہوں کی توبہ کرے تو بخشا جائے گا، تو یقیناً ہر ہونے والے گناہ پر توبہ کرے کیونکہ خدا کے نزدیک مومن ہی اچھے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اگر کوئی گناہوں سے توبہ اور گناہوں سے استغفار کرنے کے بعد گناہ کرے اور پھر توبہ کرے؟ میرے سوال کے جواب میں آپؑ نے فرمایا۔ اے محمد بن مسلم: تم اس بات کو بخوبی سمجھتے ہو کہ مومن اپنے کئے پر خود پشیمان ہو سکتا ہے، اگر وہ توبہ کرے تو خداوند متعال اس کی توبہ کو قبول نہیں فرمائے گا؟ میں نے عرض کی: اگر کئی مرتبہ گناہ کرے تو؟ فرمایا: پھر بھی اس کی توبہ قبول ہو جائے گی، خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا کیونکہ خدا بہت ہی زیادہ مہربان ہے اور توبہ قبول فرمائے گا اور ہماری بدکاریوں سے درگزر فرمائے گا۔ مبادا ایسا نہ ہو کہ تم مومن کو نا امید کرو۔

ابو بصیر کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی، سرکار، توبہ نصوح کے معنی کیا ہیں جس کا خدا نے حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ایسی توبہ جس کے بعد گناہ نہ کیا جائے۔ میں نے پوچھا، مولا! بھلا ہم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو دوبارہ گناہ نہ کرے؟ فرمایا: اے ابو بصیر، یقیناً خدا اپنے ایسے بندے کو دوست رکھتا ہے کہ جو زیادہ فریب کھاتا ہو، اور پھر توبہ کرتا ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے: گناہوں کے بعد معافی مانگ لینا بہترین طریقہ ہے۔

۱۰۔ **توبہ کا دروازہ آخری دم تک کھلا ہے** :۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جناب آدم علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی، خداوندا! تو نے شیطان کو مجھ پر غالب کیا ہے، میرے لئے بھی کوئی چیز مقرر فرما۔ جواب ملا: اے آدمؑ! ہاں تمہارے لئے بھی

مقرر کرتا ہوں، وہ یہ کہ تیری اولاد میں اگر کوئی گناہ کا قصد کرے گا تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر کسی نے گناہ کیا تو فقط ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔ اور جب نیکی کا ارادہ کرے گا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اگر نیکی کرے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ عرض کی بار الہا! مجھے اور نعمت عطا فرما۔ فرمایا: تمہارے لئے (نعمت) یہ ہے کہ جب بھی وہ گناہ کریں اور اس کے بعد مجھ سے معافی مانگ لیں تو میں ان کو بخش دوں گا۔

عرض کیا: خدایا! میرے لئے کچھ اور مقرر فرما۔ ارشاد ہوا: تمہاری اولاد کے لئے توبہ کو مقرر کیا ہے، یہاں تک کہ اس کی سانس گلے کی آخری حد تک پہنچ جائے یعنی آخری ہچکی کے وقت بھی مجھ سے معافی مانگ لے تو میں معاف کر دوں گا۔ عرض کیا، خدایا! بس میرے لئے یہی کافی ہے۔

رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو بھی موت سے ایک سال پہلے توبہ کرے تو خدا اس کی توبہ کو قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک سال زیادہ ہے۔ اگر کوئی شخص موت سے ایک ماہ پہلے توبہ کرے تو بھی اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ پھر فرمایا: ایک ماہ بھی زیادہ ہے۔ اگر مرنے سے ایک ہفتہ پہلے بھی توبہ کرے تو خدا اس کی توبہ قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک ہفتہ بھی زیادہ ہے۔ کوئی شخص ایک دن پہلے توبہ کرے تو خدا اس کی توبہ قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک دن بھی بہت ہے۔ اگر کوئی شخص فرشتۂ اجل کے آنے سے پہلے توبہ کر لے تو خدا اس کی توبہ قبول کرے گا۔ (اصول کافی باب توبہ)

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ضمن میں احتمال دیتے ہیں کہ توبہ کے مراتب کمال اور قبولیت کے لحاظ سے ہوں گے، کیونکہ توبۂ کاملہ گناہ کی تمام تر کثافتوں کو دل سے دھو ڈالے گی، لہٰذا اس کا تدارک کیجئے گا اور آئینۂ قلب کو تضرع و آہ و زاری اور نیکیوں سے روشن تر بنائیے۔ اگر ایک سال میں توبہ نصیب نہ ہو تو ایک ماہ میں کر سکتا ہے۔ اگر ایک ماہ میں نصیب

نہ ہو تو مرنے سے ہفتہ پہلے کر سکتا ہے اور اگر ہفتہ پہلے نہ کر سکے تو موت سے ایک دن پہلے کرے۔ اگر ایک دن پہلے نہ کر سکے تو مرنے سے ایک گھنٹہ پہلے توبہ کر لے تو خداوند کریم اس کی تمام لغزشوں کو معاف کر دے گا، لیکن معیّنہ وقت کا ذکر احادیث میں ہوا ہے۔ کہ اس وقت توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب شیخ بہائیؒ اپنی کتاب اربعین میں لکھتے ہیں کہ وقت معیّن سے مراد ملک الموت کو دیکھنے کا وقت ہے۔ ممکن ہے کہ اس کو موت کا علم ہو جائے اور زیست کے تمام بندھن ٹوٹتے نظر آئیں۔ تمام علماء کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ موت کے وقت توبہ بے فائدہ ہوگی۔

سورۃ نساء آیت ۱۷-۱۸ میں ارشاد ہوتا ہے :-

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا
وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

اللہ تعالیٰ کے ذمے انہی کی توبہ قبول کرنی لازم ہے جو نادانی سے بدی کرتے ہیں، پھر قریب ہی توبہ کر لیتے ہیں، پس انہی کی توبہ اللہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔

اور ان کے لئے کوئی توبہ نہیں ہے جو بدی کئے چلے جاتے ہیں، جب تک کہ ان میں سے کسی کو موت آجائے (اور) کہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کے لئے ہے جو کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب مہیا کیا ہے۔

توبہ فوری واجب ہے

شیخ بہائی علیہ الرحمہ شرح اربعین میں تحریر فرماتے ہیں: توبہ کرنے کے وجوب میں کوئی

شک وشبہ نہیں ہے کیونکہ جس طرح زہر انسان کے بدن کو ختم کر دیتا ہے گناہ بھی ایسے ہی ہیں چنانچہ انسان جب کوئی زہر کھا بیٹھے تو فوراً علاج کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اس کا جسم ہلاکت سے بچ جائے، اسی طرح گناہ گار شخص پر بھی واجب ہے کہ ترکِ گناہ کرے اور توبہ کرنے میں جلدی کرے تاکہ اس سے اس کا دین ضائع نہ ہو۔ وہ گناہ گار جو توبہ کرنے میں چشم پوشی کرے اور دوسرے وقت کے لئے تاخیر کرتا رہے تو وہ اپنے آپ کو دو بڑے خطروں میں ڈال رہا ہے۔ پہلا خطرہ یہ کہ اگر زندہ رہ گیا تو دوسرے گناہ میں مبتلا ہوگا۔ دوسرا خطرہ یہ ہے کہ اگر ناگہانی موت سر پر آجائے تو یہ بے چارہ خوابِ غفلت میں سویا رہے گا اور سرد مہری میں کھویا رہے گا۔

خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے :۔ گاؤں والے اس سے مطمئن ہوگئے کہ ہمارا عذاب ان کو دن دہاڑے آلے۔

جبکہ بابِ توبہ ان پر بند ہوگیا اور اب ایک گھنٹے کی مہلت نہیں ملے گی۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے :

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (سورۃ منافقون ۶۳، آیت ۱۰-۱۱)

(ترجمہ) اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے، پھر وہ عرض کرے، اے میرے پروردگار، تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی کہ میں تصدق کرتا اور میں نیک بندوں میں سے ہو جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کسی نفس کو جبکہ اس کی اجل آجائے گی، ہرگز مہلت نہ دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ انسان مرتے وقت ملک الموت سے کہتا ہے کہ مجھے ایک دن کی مہلت دے دو تاکہ اپنے گناہوں سے توبہ کروں۔ اور سفرِ آخرت کے لئے تیار ہو جاؤں۔ تو عزرائیل کہتے ہیں: تیری زندگی کے ایام ختم ہو چکے ہیں۔ پھر انسان کہتا ہے، صرف ایک گھنٹے کی مہلت مجھے دی جائے۔ جواب ملتا ہے، تمہاری زندگی کی گھڑیاں بیت چکی ہیں۔ اس پر توبہ کا دروازہ بند کیا جاتا ہے۔ اس کے بدن سے روح نکال لی جاتی ہے۔ جبکہ ہزاروں ارمان اور لاکھوں حسرتیں دل میں لئے قبر کے ایک گوشے میں جا سوتا ہے۔ اس حالت میں ایمان کا خطرہ ہوتا ہے۔

دوسرا یہ کہ توبہ نہ کرنے سے دل پر گہری تاریکی چھا جاتی ہے اور اس پر اتنا زنگ چڑھ جاتا ہے کہ جو کبھی اتر نہیں سکتا۔ جتنا جتنا گناہ زیادہ ہوتا جائے گا، اتنا اتنا اس کے آئینۂ قلب پر میل کچیل بڑھتا جائے گا اور دل پر جتنا زیادہ زنگ ہوگا اتنا ہی جرائم میں اضافہ ہوتا جائے گا جو آخر میں قابلِ علاج بھی نہیں ہوسکے گا۔ روایات میں ایسے دل کو سیاہ دل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دل کے لئے گناہ سے زیادہ کوئی چیز ضرر رساں نہیں ہے۔ جب آئینۂ دل ظلمتوں کی وجہ سے تاریک ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ظلمت اس کے تمام دل کو گھیر لیتی ہے۔ آخرکار وہ اپنے اصلی مقام سے گر جاتا ہے اور حق سے منحرف ہو جاتا ہے۔

دوسری روایت میں فرماتے ہیں: اس قسم کا گناہ گار کوئی دوسری نیکی نہیں کر سکے گا۔ یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ ایسا شخص گناہوں سے ہاتھ نہیں اٹھائے گا یعنی اس سے نیکی کی توفیق ہی سلب ہو جائے گی اور وہ آخر دم تک توبہ نہ کر سکے گا۔ اگر وہ زبان سے کہے گا کہ میں نے توبہ کی ہے تو یہ فقط زبانی جمع خرچی ہے۔ بلکہ اب اگر زبان سے کہے تو دل اس کا ساتھ نہیں دے رہا ہوگا۔ یہ حقیقی توبہ نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اثر انداز ہوگی۔ یہ ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی شخص زبانی کہے کہ میں نے اپنے لباس کو دھویا تو کسی طور پر اس کی

یہ بات اس کے لباس کو پاک نہیں کرے گی اور ایسا شخص کسی وقت دینی امور میں بے پرواہ ہو جائے گا جس کا اصل ایمان خطرے میں پڑ جائے تو اس کی عاقبت خراب ہوتی ہے۔

توبہ کے مراتب

پروردگار کی طرف بازگشت کرنا توبہ کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے توبہ کرنے والوں کی چند قسمیں ہیں :-

۱۔ کفر سے ایمان کی طرف لوٹنا، شک و شبہات سے یقین و اطمینان کی طرف آنا اور اسی طرح ہر باطل عقیدے کو چھوڑ کر حق کو قبول کرنا۔

۲۔ معصیت کو چھوڑ کر اطاعت اور مخالفت سے موافقت کی طرف آنا۔

۳۔ خطاؤں سے معرفتِ خدا کی چھاؤں تلے آنا۔ خالق کی معرفت حاصل کرنے کے بعد اپنے عبودیت کے وظائف انجام دے۔ غفلت سے بیدار ہو کر ذکرِ خدا کثرت سے کرنا۔ ظلم سے نفرت ہو، وفاداری سے محبت ہو۔

اس بیان سے واضح ہو گیا ہے کہ توبہ تمام افرادِ بشریت کے لئے ضروری ہے کیونکہ بہتر ہے کہ بنی نوع انسان توبہ کر کے تمام گناہوں سے بری الذمہ ہوں، یہی مقامِ معرفت اور حالِ عبادت ہے جس سے انسان بلند مقام حاصل کر سکتا ہے۔ انسان جتنی معرفت، عبادت اور شکر گزاری کرے اس کی کما حقہٗ معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ سرورِ کائناتؐ جو عالمِ آفرینش کی ممتاز شخصیت ہیں فرماتے ہیں: بارالہا! جس طرح تجھے پہچاننے کا حق تھا، میں نے تجھے نہیں پہچانا اور جتنا کہ تیری عبادت کرنی چاہیئے تھی، اتنی میں نہ کر سکا۔ اس لئے پیغمبر اکرمؐ اپنے مرتبے، بلندئ عبادت اور کثرتِ شکر کے باوجود اللہ تعالیٰ سے شرمسار ہو رہے تھے۔ جبکہ آپؐ نے دنیا کی مباح چیزوں سے لطف نہیں اٹھایا اور تمام عمدہ خصائل و فضائل کی اعلیٰ منزلوں پر پہنچے ہوئے تھے۔ پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں کہ میں ہر روز ستر مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں (جبکہ انکی بلندیوں کی کوئی حد نہیں)

توبۂ کاملہ کی کیفیّت اور اس کے مستحبّات

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حقیقی توبہ وہی دلی حسرت اور پشیمانی ہے اور دل میں افسوس کرنے کا نام ہے۔ جس وقت دل میں غم و اندوہ زیادہ ہوگا، اس کی توبہ اتنی ہی قبولیت کے درجے کے قریب ہوگی۔ انسان گناہ کو جتنا بڑا سمجھے گا، اتنی ہی اس کی پشیمانی بھی بڑھے گی۔ جس طرح ایک شخص کے زندگی بھر کے سرمائے کو آگ جلا کر راکھ کر دے تو ظاہر ہے کہ اس کا نقصان جتنا زیادہ ہوگا، اس کی پریشانی بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ خصوصاً جب ایسی آگ لگ جائے جس کا بجھانا مشکل ہو اور خود کے بھی جلنے کا خطرہ ہو، نہ کوئی بچانے والا ہو اور نہ ہی خود فرار کر سکتا ہو۔ تو اس کی حالت نجانے کتنی پریشان کن ہوگی۔ گناہ گار شخص کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اس نے آگ کو خود ہی روشن کیا ہے اور اب اس کے تیز شعلوں سے بچ نہیں سکتا اور لوگوں میں سے بھی کوئی اس کو نہیں بجھا سکتا۔ کیونکہ یہ ایسی آگ ہے جسے خداوند قہار نے اپنے قہر و غضب سے روشن کیا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ ایسی عقوبتیں ہیں کہ جن کے سامنے آسمان و زمین قائم نہیں رہ سکتے اور ان کی حرارت دنیا کی آگ کی طرح نہیں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "اگر کسی شخص کو دوزخ کی آگ سے نکال کر دنیا کے کسی جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا جائے تو وہ اس میں بڑے آرام سے سو سکے گا کیونکہ دنیاوی تنور میں جلنا اتنا مشکل نہیں ہے لیکن جہنم کی آگ کو برداشت نہیں کیا جا سکے گا۔

طاقت فرسا شکنجے

گناہ گار شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے گناہ کو چھوٹا شمار نہ کرے بلکہ ذرا یہ تو سوچے کہ اس نے خدائے عظیم کے حضور میں کتنی بڑی جسارت کی ہے۔ اس کو معلوم ہونا چاہئے اس کا قہر

وغضب اور عذاب اتنا شدید ہے کہ اس کے سامنے آسمان و زمین برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے (اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ سورۃ بروج آیت ۱۲) اللہ تعالیٰ سورۃ مزمل میں فرماتا ہے:

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ۝ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝

بیشک ہمارے پاس بھاری بھاری بیڑیاں بھی ہیں اور جلانے والی آگ بھی اور گلے میں پھنسنے والا کھانا بھی اور دردناک عذاب بھی۔ (سورۃ مزمل آیات ۱۲-۱۳)

اس آیۂ مجیدہ میں خداوند قہار کے غیظ و غضب اور اس کی سختی و شدت کو بیان کیا گیا ہے مختصر یہ کہ انسان کو اپنے کئے پر پشیمان ہونا چاہئے اور اپنی خطاؤں کو یاد کر کے اتنا روئے اور مسلسل معافیاں مانگتا رہے اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے یہاں تک کہ موت کے وقت ملائکہ رحمت بشارت نہ دیں۔ اس کا سوز و گداز اور نالہ و فریاد آتش جہنم کے شعلوں کو خاموش کر دیتا ہے۔ اس کا رونا اس کے دل کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔

رسولخداؐ فرماتے ہیں: التائب من الذنب کمن لا ذنب لهٗ۔ توبہ کرنے والا شخص ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو، بلکہ اس سے بھی بہتر ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۲)

بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

یعنی خوف خدا سے ہمیشہ گریہ کرنے اور نیک اعمال بجا لانے اور اپنے کردار کی اصلاح کرنے سے خدا کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور خدا کو ایسے بندے کی ہر ادا بھاتی ہے۔

یہاں پر امام سجاد علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:-

و اوجب لی توبة توجب لی محبتك۔ (صحیفہ سجادیہ)

و انقلنی الی درجة توبة الیك۔ (دعائے ابوحمزہ ثمالی)

خدایا! مجھے ایسی توبہ کی توفیق دے جو تیری محبت تک پہنچانے والی ہو۔

اور توبہ کے ذریعے اپنے تک پہنچا دے۔

زیادتیِ پشیمانی، توبۂ انبیاء

پس معلوم ہو چکا ہے کہ توبہ کی حقیقت وہی دلی پشیمانی ہے۔ جتنی جتنی ندامت ہوگی، اتنے ہی گناہ معاف ہوں گے، لہٰذا گناہوں کی زیادہ سے زیادہ معافی مانگئے۔ سب سے بہترین ذریعہ قرآن مجید کی آیات میں تفکّر و تدبّر کرنا ہے۔

خصوصاً گزشتہ پیغمبروں کے عبرت ناک قصے پڑھئے، جیسے حضرت داؤدؑ، حضرت نوحؑ، حضرت یونسؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت ایوبؑ کتنا گریہ کرتے رہے، حالانکہ وہ ہماری طرح گناہ گار تو تھے نہیں بلکہ وہ تقربِ الٰہی اور اپنے درجات کے بلند ہونے کے لئے گریہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں کہ توبہ کرنے والوں کی داستانوں کا مطالعہ کیجئے اور ان سے درسِ عبرت حاصل کیجئے۔ ہم اس کتاب کے آخر میں ایسے ہی کچھ مختصر سے واقعات بیان کریں گے۔

تکمیلِ توبہ، روزہ، غسل اور نماز

توبہ کرنے سے پہلے ان اعمال کو بجا لانا چاہئے:۔

۱۔ تین دن روزے رکھنا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے توبۂ نصوح (کرنے والے کا) کا حکم دیا ہے کہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھے۔ (جہاد مسائل باب ۸۵)

۲۔ غسلِ توبہ کرنا:۔ ایک شخص آلاتِ موسیقی میں سرگرم رہتا تھا اور بری طرح عادی ہو چکا تھا۔ ایک دن وہ شخص امام رضا علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: سرکار، میں غنا و موسیقی کا بری طرح عادی ہو چکا ہوں اور اب توبہ کرنا چاہتا ہوں (فرمائیے میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: اٹھو اور غسل کرو۔

۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ وہ اپنے گناہ کے مطابق توبہ کرے

خدا اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر آپؐ نے اس شخص سے فرمایا۔ اگر توبہ کرنا چاہتا ہے تو اٹھو، غسل کرو اور خدا کے لئے سجدہ بجالاؤ۔ (طہارت۔ مستدرک الوسائل۔ باب ۱۲)

۲۔ دو یا چار رکعتوں کا پڑھنا :۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں، جو شخص گناہوں سے توبہ کرنا چاہے تو اسے پہلے وضو کرنا چاہئے، پھر دو رکعت نماز پڑھے اور خدا سے مغفرت طلب کرے تو خدا اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے:

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ (سورۃ النساء آیت ۱۱۰)

جو شخص برائی کر بیٹھے یا خود پر ظلم کرے تو اسے استغفار کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

کتاب اقبال میں ماہ ذیقعد کے باب اعمال میں ہے کہ رسول خداؐ ماہ ذیقعد کے اتوار کے دن اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! تم میں سے کون توبہ کرنا چاہتا ہے؟ صحابہ کہنے لگے: ہم سب ہی توبہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پہلے غسل اور وضو کریں، پھر چار رکعت نماز پڑھیں جس کی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور ایک ایک مرتبہ معوذتین پڑھیں۔ اس کے بعد ستّر مرتبہ استغفار کریں۔ آخر میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہیں۔ پھر کوئی مختصر سی دعا پڑھیں۔ بہتر ہے کہ پڑھیں يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَ ذُنُوْبَ جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ پھر فرمایا: میری امت میں سے جو شخص اس عمل کو بجالائے گا تو آسمان سے ندا آئے گی کہ تیری توبہ قبول ہو چکی ہے اور گناہ معاف۔ عرش پر ایک فرشتہ کہے گا، تجھ پر اور تیرے اہل و اولاد پر خدا کی برکت ہو۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے۔ تجھ پر ناراض ہونے والے اشخاص قیامت کے دن تجھ سے راضی ہوں گے۔ ایک اور فرشتہ کہتا ہے: اے عبد مومن، تیری قبر فراخ اور روشن ہوگی۔ ایک فرشتہ کہتا ہے، تیرے ماں باپ

تجھ پر راضی ہیں اور تیرے اس عمل کی وجہ سے وہ رحمتِ الٰہی میں شامل ہو گئے ہیں اور دنیا و آخرت میں تیری روزی فراخ ہوگی۔ حضرت جبرائیل کہتے ہیں کہ تیری موت کے وقت میں عزرائیل کے ہمراہ آؤں گا اور تیری سفارش کروں گا تاکہ تیری آسانی سے روح قبض کرے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! اگر کوئی شخص اس عمل کو اس ماہ کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں بجالائے تو کیسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اتنا ہی ثواب ملے گا۔ یہ وہ کلمات ہیں جو شبِ معراج، جبرائیل نے مجھے یاد کرائے تھے۔

استغفار، تکرارِ توبہ، سحر خیزی

۴۔ استغفار کا پڑھنا: اور توبہ کے بارے میں ائمہ طاہرین علیہم السلام سے جو ادعیہ وارد ہوئی ہیں ان کی تلاوت کرے۔ خصوصاً صحیفہ کاملہ کو پڑھے۔ اس سے دعا نمبر ۳۱، جو توبہ کے بارے میں ہے پڑھے۔ اسی طرح پندرہویں مناجات جو توبہ کرنے والوں کے لئے خاص ہے پڑھے۔ ان کے مفاہیم و معانی سے نصیحت حاصل کرے اور کوشش کرے کہ اس کی رفتار و گفتار ایک ہو۔

۵۔ تکرارِ توبہ اور استغفار:۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شب و روز میں سو مرتبہ استغفار پڑھتے تھے اور اپنی مغفرت کی دعا مانگتے تھے جبکہ ان سے کوئی گناہ بھی سرزد نہیں ہوا۔ (وسائل الشیعہ کتاب جہاد باب ۹)

علاوہ ازیں فرمایا، جو بندہ گناہوں کی زیادہ معافی مانگے، اس کے نامۂ اعمال میں اتنا اضافہ ہوگا اور روزِ قیامت اس کے اعمال درخشاں نظر آتے ہونگے۔ (اصول کافی کتاب دعا استغفار)

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں، استغفار کی مثال درخت کے اس پتے کی طرح ہے جو ہوا میں حرکت کر رہا ہو اور صدا پیدا کرے۔ کہ جو شخص استغفار تو کرے اور گناہوں سے ہاتھ نہ اٹھائے اس نے خدا سے تمسخر کیا ہے۔ (اصول کافی کتاب دعا باب استغفار)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ مختصر سی محفل میں بھی اس وقت نہ اٹھتے تھے جب تک پچیس۲۵ بار استغفار نہ کر لیتے۔ (اصول کافی کتاب دعا باب استغفار)

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ ہر روز ستر مرتبہ اَستَغفِرُاللہ اور ستر مرتبہ اَتُوبُ اِلَیہِ پڑھتے تھے۔

سید بن طاوس اپنی کتاب نہج الدعوات میں پیغمبر اسلامؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص پر تنگی اور مشکل کا وقت آجائے تو تیس ہزار مرتبہ اَستَغفِرُاللہ وَاَتُوبُ اِلَیہِ پڑھے۔ خداوند متعال اس کی مشکل کو یقیناً حل کر دے گا۔ راوی کہتا ہے کہ حدیث صحیح اور تجربہ شدہ ہے۔

۶۔ استغفار کے لئے سحر کا وقت اختیار کرنا :۔ جہاں اور جس وقت انسان دعا پڑھے یا توبہ کرے، اس میں استغفار بہت ہی مفید اور نافع ہے لیکن اگر سحر یعنی رات کے آخری حصے سے لے کر طلوع فجر تک پڑھا جائے تو اس کا عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اس کے سب کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

قرآن مجید نے چند مقامات پر حکم فرمایا ہے۔ سحر میں استغفار کرنے والوں کو اپنی ثناء بیان کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔ اور ان کو اہل تقویٰ اور جنتیوں میں بیان کیا ہے۔

سورہ ذاریات آیہ ۱۷۔۱۸ میں ارشاد خداوندی ہے :۔

كَانُوا قَلِيلاً مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ○ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ○

راتوں کو وہ کم سویا کرتے تھے اور صبح کو وہ مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔

سورہ آل عمران آیت ۱۷ میں فرمایا ہے :۔

وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ○

یعنی وہ صبح سویرے اٹھ کر عبادت کرنے والے ہیں۔

شو قلیل النوم مما یھجعون   باش در اسحار از یستغفرون

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا جب بھی اہل زمین پر کوئی بلا نازل کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے: اگر میرے جلال سے محبت کرنے والے اور میری مساجد کو آباد کرنے والے سحر کے وقت استغفار کرنے والے نہ ہوتے تو میں ضرور ہی عذاب نازل کرتا۔ (وسائل الشیعہ کتاب الجہاد)

حضرت لقمانؑ اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں: پیارے بیٹے! مرغ تجھ سے دانا تر نہیں ہے کہ وہ سحر کے وقت اٹھتا ہے اور مغفرت طلب کرتا ہے اور تو سویا رہے۔ (مستدرک الوسائل فی وصایا لقمان)

سحر میں جاگنے کی فضیلت میں بہت سی احادیث ہیں۔

وتر کی قنوت میں ستر مرتبہ اَسْتَغْفِرُاللّٰه کہنا اور تین سو مرتبہ اَلْعَفْو کہنا کہنا مستحب ہے۔ خداوند کریم نے اپنے رسولؐ کو مقامِ محمود عطا کیا ہے اور ہر مومن کی ولی آرزو کو پورا کرتا ہے تو اسی سحر خیزی کے توسط سے۔ ارشاد ہوتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ بھی اعلیٰ مدارج اور بلند رتبوں تک پہنچے ہیں فقط سحر خیزی کی عادت سے۔

دوسری فصل

○ توبہ سے فائدہ اٹھائیے
○ توبہ کرنے والوں کا گڑگڑانا ملائکہ کی تسبیح سے افضل
○ خدا توبہ قبول کرتا ہے
○ توبہ کے ذریعے اپنے گناہوں کی تلافی کریں
○ گزشتہ گناہوں سے توبہ کریں
○ کسی کو برے لقب سے نہ پکاریں
○ گناہ کے بعد توبہ واجب ہے
○ توبہ، امید کی ایک کرن
○ ایک گناہ گار نوجوان کا قصہ
○ امام حسینؑ کے وسیلے سے توبہ قبول ہو سکتی ہے
○ استغفار سے شیطان کا دل دہل جاتا ہے
○ تائب کے گواہ اس کے گناہوں کی گواہی نہیں دیں گے
○ اعضاء و جوارح کی گواہی کی کیفیت
○ خدا کیلئے ہاتھ پاؤں کا گویا کرنا زبان کی طرح ہے
○ تسبیح کو ہاتھ کی انگلیوں سے پڑھیں، گواہی دیں گی

توبہ سے فائدہ اٹھایئے

توبہ کے سنہری موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے اور خود کو اس حالت میں قبر تک نہ لے جایئے، یہی بابِ رحمت ہے۔ بابِ توبہ (رجوع الی الحق) تلخیوں کو روشنی میں بدل دے گا اور ظلمتیں نورانیت میں تبدیل ہو جائیں گی اور آتشِ جہنم گل ہو جائے گی۔ اگر آپ گناہوں کا سنگین بوجھ لئے قبر میں چلے گئے تو قبر آتش فشاں ہے۔ اگر توبہ کے ساتھ گئے تو رحمت ہی رحمت ہے۔

ہر کجا آبِ رواں ، سبزی بود   ہر کجا اشکِ رواں ، رحمت بود
گر خدا خواہد کہ غفاری کند   میل بندہ جانبِ زاری کند
ای خوش آن چشمیکہ او گریان اوست   ای ہمایوں دل کہ او بریان اوست
از پی ہر گریہ آخر خندہ ای است   مرد آخر بین مبارک بندہ ای است

یعنی پانی جہاں جہاں جاتا ہے اس جگہ کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے اور آنسو کے قطرے جہاں جہاں رواں ہوتے ہیں رحمت ہو جاتے ہیں۔ اگر بندہ اپنے پروردگار کو راضی کرنا چاہے تو اس کی طرف رجوع کرے اور آہ و زاری کرے۔ خوش نصیب ہیں وہ آنکھیں جو خوفِ خدا میں روتی ہیں اور ہمایوں ہے وہ دل جو اس کے سامنے انکساری کرتا ہے۔ ہر رونے کے بعد مسکراتا ہے۔ وہ انسان کتنا سعادت مند ہے جو توبہ کر کے ہنستا ہے۔

حضرت یوسفؑ خود بھی پیغمبر تھے اور پیغمبر کے بیٹے بھی۔ ان میں خدا کی عطا کردہ دوسری اعلیٰ صفات کے ساتھ ایک عمدہ خوبی یہ بھی تھی کہ بردبار اور حلیم تھے۔ اسی لئے تو اپنے بھائیوں کی معافی کو قبول کر لیا اور ان کی اتنی بڑی غلطی سے درگزر کیا۔

تو بھی خدا کی بارگاہ میں جھک جا، وہ تیری دعا کو قبول فرمائے گا اور کہو، خدایا! میں نادان تھا، خواب غفلت میں سویا رہا اور خواہشات نفسانی کی آہنی زنجیروں میں جکڑا تھا۔

مدّتی بے حرمتی بسیار شد — این زمان از خواب دل بیدار شد
محو کن بی حرمتیهای مرا — عفو کن دون همتی های مرا
ای عطا از تو خطا بر ما مگیر — ای وفا از تو جفا بر ما مگیر
اید از ما آنچه آید از لئیم — تو بکن نیز آنچه آید از کریم

یعنی کافی عرصہ تک میں تیرے احکام کی خلاف ورزی کرتا رہا۔ اب میں خواب سے بیدار ہو چکا ہوں۔ میری تمام لغزشوں کو بخش دے اور میری خطاؤں سے درگزر کر۔ اے عطا! میری خطا کو بخش دے۔ اے وفا! میری جفا کو معاف کر۔ میں چونکہ لئیم اور بدبخت تھا اسلئے گناہ کرتا رہا مگر تو کریم ہے مجھ سے درگزر فرما۔

اے خدا! تو کریم اور اکرم الاکرمین ہے، مجھ پر خاص لطف و کرم فرما۔

توبہ کرنے والوں کا گڑگڑانا ملائکہ کی تسبیح سے افضل ہے

آپ اس محفل میں روزہ اور گرمی کی شدت کو برداشت کرتے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ہمارے بوڑھے، جوان اگر اسی حالت میں دعائیں مانگیں تو جانے کتنا اثر ہوگا اور یہ مقدس صدا ملکوتی فضا تک پہنچتی ہے۔

حدیث قدسی میں ارشاد فرماتا ہے: انین المذنبین احب الی من تسبیح المسبحین۔ گناہ گاروں کی آہ و بکا مجھے تسبیح کرنے والوں کی تسبیح سے زیادہ عزیز ہے۔ فرشتہ شکستہ دل نہیں رکھتا لیکن انسان کا شکستہ دل بارگاہِ خداوندی میں کتنی ارزش اور قیمت رکھتا ہے یہ نہیں جانتا کہ اگر ایک برتن ٹوٹ جائے تو اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے مگر ایک شکستہ دل کی قیمت کیوں بڑھ جاتی ہے؟ فرشتہ کہاں اور انسان کے شکستہ دل

کی عظمت کہاں ۔ یہ دکھ انسان کو نصیب ہوتے ہیں کہ انسان کو ضمیر اکساتا ہے اور وہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے کریم مالک کے سامنے گڑگڑاتا ہے، یہ گناہ گار اور برا ہے تو لوگوں کی نگاہوں میں، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا گریہ کرنا مجھے تسبیح کرنے والوں کی تسبیح سے پیارا لگتا ہے۔

تم کہتے کیوں نہیں کہ اے خدا! تو تو مجھ ایسے گناہ گار کے رونے کو پسند کرتا ہے لیکن افسوس ہے مجھ پر کہ تیرے لئے گریہ نہ کروں ۔ الٰھی العفو استغفراللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم ذوالجلال والاکرام من جمیع الذنوب والاثام ...

خدا توبہ کو قبول کرتا ہے

توبہ ایک ضروری امر ہے جس کو بجا لانا ہر مسلمان پر واجب ہے ۔ خدا فرماتا ہے :-

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(سورۃ النور، آیت ۳۱)

اور اے مومنو! تم سب کے سب خدا کے حضور میں توبہ کرو تاکہ تم (سب) فلاح پاؤ۔

ایک اور مقام پر فرماتا ہے : (سورۃ انعام آیت ۵۴)

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر واجب فرمایا ہے کہ تم میں سے جو شخص از روئے جہالت کوئی بدی کرے گا، پھر اس کے بعد وہ توبہ کرے گا اور (خرابی کی) اصلاح کرے گا تو خدائے تعالیٰ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے : وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○ (سورہ ضحیٰ آیت ۱۰)

یعنی سوال کرنے والے کو نہ جھڑکنا ۔ جب وہ دوسروں کو حکم دیتا ہے کہ کسی سائل کو رد نہ کرنا۔

بھلا وہ خود کیسے اپنے بندے کو خالی ہاتھ لوٹاتا ہے۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الْعَظِیْم مَا ھٰکَذَا الظَّنُّ بِكَ ۔ جس طرح اس نے کچھ چیزیں اپنے بندوں پر واجب کی ہیں اسی طرح اپنے پر بھی کچھ چیزیں واجب قرار دی ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو ان کے لئے واجب ہے کہ آپس میں اصلاح کریں۔ اگر ایک شخص صلح و آشتی کے لئے بڑھتا ہے تو دوسرے پر واجب ہے کہ قبول کرے۔

اصلاح کرنا دونوں پر واجب ہے۔ ان میں سے جو بھی صلح کرنے میں پہل کرے گا وہ جنت میں بھی پہلے جائے گا۔ اگر ان میں سے ایک شخص نے اپنے فریضے کو ادا کر دیا، تو دوسرے پر قبول کرنا واجب ہے۔ اگر تیزی اور ہوشیاری سے عذر خواہی اور اصلاح کی، تو بہشت کے شاداب مکانات بھی جلد ملیں گے۔

توبہ کے ذریعے اپنی ستمکاریوں کی تلافی کریں

وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (سورہ حجرات آیت ۱۱)

جو لوگ توبہ نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔ آیت کا آخری حصہ بشارت دیتا ہے اور توبہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ آیئے عمل کریں۔ بقول علامہ اقبال:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اے مسلمانو، آئیں وہ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو گناہوں کے تاریک گڑھے میں ڈال دیا، ہم نے کہا ہے کہ مومنوں سے مذاق نہ کریں۔ لیکن تم نے عمل نہ کیا۔ تم میں سے کون ہے کہ جس نے اپنی عمر کو ان گناہوں میں نہ ڈالا ہو۔؟ کون ہے جو اطمینان رکھتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں کسی وقت کسی مومن کو تمسخر کی نظروں سے نہیں دیکھا اور کسی کو برے لقب سے نہ پکارا ہو؟ تو اب اگر ایسا ہے تو توبہ کریں اور عرض کریں: "خدایا! تجھے ماہ صیام کی عظمت کا واسطہ، میری زبان نے جو جو گناہ کئے ہیں، خدایا، مجھ پر

احسان فرما، اوّل یہ کہ معاف کر دے۔ دوسرے یہ کہ جن کے حقوق میرے سر پر ہیں ان کو خود ہی مجھ سے راضی کر۔ مجھے کیا خبر کہ کل روزِ قیامت وہ آئیں اور میرے گریبان کو پکڑ کر کہیں کہ کیا تجھے یاد ہے، فلاں وقت تو نے ہم سے مذاق کیا تھا، یا تو نے ہمارا حق غصب کیا تھا۔ بارالہا! تجھ کو اپنی عزت و جلالت کی قسم اگر میں نے اپنی زندگی میں کسی مومن کو مذاق کے ذریعے ستایا ہے تو مجھے معاف فرما، اور اس مومن کو مجھ پر راضی فرما۔ خدا کریم ہے اس کے خزانوں میں کیا کمی ہے۔ اگر تو نے توبہ نہ کی تو تو ظالم ہے جبکہ دروازۂ رحمت تیرے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ اگر گداگر سُست ہو تو صاحبِ خانہ کا کیا قصور ہے؟

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (سورہ حجرات آیت ۱۱)

جو توبہ نہ کریں وہ ستمگار ہیں۔ آؤ! اگر تمہیں کچھ یاد ہے تو یاد کرو، اگر تمہیں کچھ یاد نہیں ہے تو خدا کو تو یاد ہے۔ اگر تمہیں پتہ نہیں تو تمہارے نامۂ اعمال میں تو سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ خدایا! مومن کے حق میں جو کچھ میری زبان سے سخت الفاظ نکلے ہیں، یا مومن کے حق کو ضائع کیا یا اس کی توہین کی ہے تو مجھے معاف کر دے۔

آئیں ظلم کی حدود سے باہر نکل کر امام زین العابدین علیہ السلام کے ہمراہ دعائے توبہ پڑھیں: اللھم انی استغفرک من کل ما خالف ارادتک او ازال عن محبتک من لحظات عینی وخطرات قلبی وحکایات لسانی و حرکات جوارحی۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: خدایا! جو کچھ تیری خواہش کے خلاف مجھ سے کام سرزد ہوا ہے، جو تیری محبت کے زوال کا موجب بنا ہے، جو جرائم میرے دل، خطائیں میری آنکھ، میری زبان کی یاوہ سرائیاں اور میرے اعضاء و جوارح سے غلط حرکات سرزد ہوئی ہیں، ان سب کی تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص کسی مومن کی توہین کرے تو خدا اس پر ناراض

ہوتا ہے۔" نہ معلوم خدا ان ظالموں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا جنہوں امام حسین علیہ السلام کو ہر طرح کی اذیتیں دیں اور حد سے زیادہ ظلم وستم ان سے روا رکھا۔ پیاسے امامؑ سے کہا :
"اے حسینؑ! ذرا دریائے فرات کو دیکھو، کس طرح شکمِ ماہی کی طرح موجیں مار رہا ہے، لیکن اس کے پانی کا ایک قطرہ تک تمہارے گلے تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

گزشتہ گناہوں سے توبہ کریں

کسی وقت بھی کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھیں۔ کسی سے تمسخر نہ کریں۔ کسی کو گھٹیا شمار نہ کریں۔ تمہیں کیا خبر کہ درپردہ وہ کیا ہے۔ بلکہ کہو : شاید وہ اچھی عادات کا مالک ہے جو مجھ میں نہ ہوں۔ شاید وہ خدا کی نظر میں آبرومند ہو اور میرے اعمال بارگاہِ الٰہی میں قبول نہ ہوں۔ اس کی جن چیزوں کو تو اچھا نہیں سمجھتا وہ تیری نیکیوں سے اچھی ہوں :

عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ (سورہ حجرات آیت ۱۱)

ہماری زندگی میں بہت سی برائیاں ہیں۔ لوگوں پر بدگمانیاں کرنا اور خدا پر شک وشبہ کرنا یہ سب گناہ ہیں۔ آج جمعہ کا دن ہے اور ماہ رمضان کی پندرہویں تاریخ ہے۔ آئیں، سب زن و مرد رو رو کر اپنے گزشتہ گناہوں سے توبہ کریں اور آئندہ کے لئے ترکِ گناہ کا عزم صمیم کرلیں۔ آج ہماری بزم توبہ کی بزم ہے۔ موت ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے، آج فقط ایک کام کرلیں، توبہ کرلیں، انشاء اللہ تمہارے سب گناہ معاف ہوجائیں گے، جب بارگاہ خداوندی میں جائیں گے تو گناہ تمہارے دوش پر نہیں ہوں گے۔

ہم چوبیس گھنٹے گناہ کرتے ہیں، دن رات میں اکیس ہزار مرتبہ سانس لیتے ہیں، اور ہر سانس پر گناہ کرتے ہیں۔ جب ہم خدا اور اس کی مخلوق، قضا و قدر میں شک کرتے ہیں نہ جانے موت کے وقت کیا ہوگا، واقعاً ہم خدا پر پورا اعتقاد نہیں رکھتے اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ آیئے، گزشتہ گناہوں سے توبہ کریں اور آئندہ کے لئے گناہوں کو ترک کرنے کی

شمار ہیں اور کہیں کہ آج سے کے بعد ہم اس کے کسی کام پر شک نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ
اور اس کے حضور میں کامل تسلیم خم کرتے ہیں۔ استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو
الحی القیوم ذوالجلال والاکرام واتوب الیہ ھٰذا شھر التوبۃ و ھٰذا
شھر الاستغفار۔

ماہ رمضان کے کئی نام اور کئی لقب ہیں، ان میں سے ایک لقب شھر التوبۃ
یعنی "توبہ کا مہینہ" ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے قول کے مطابق ایک روز حضرت رسول اکرم ؐ
نے فرمایا: من ادرک شھر رمضان ولم یغفر لہ لا غفر اللّٰہ لہ۔ یعنی
رحمت الٰہی سے دور ہے وہ شخص جس کے گناہ ماہ رمضان میں نہ بخشے جائیں۔ اگر کسی کے
گناہ ماہِ رمضان میں معاف نہ ہوں تو پھر ان کے بخشے جانے کی کوئی امید نہیں ہے۔
ایسی راتوں اور دنوں میں خدا کی خصوصی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے۔ جمعہ کا دن خصوصاً
ظہر کے بعد اور ماہ رمضان کی پندرہویں تاریخ حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت کا
دن ہے۔ اس دن امام معصوم ؑ کا واسطہ دے کر توبہ کرنی چاہیئے۔ امام سجاد علیہ السلام کے
استغفار کو پڑھیں۔ اس میں سے کم از کم دو تین جملے ضرور کہنے چاہئیں:

استغفر اللّٰہ ربی واتوب الیہ۔ اللّٰھم انی استغفرک
من کبائر ذنوبی وصغائرھا وظواھر سیئاتی وبواطنھا
وحوادث زلاتی وسوالفھا

پروردگارا، میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور تیرے حضور اپنے صغیرہ، کبیرہ، ظاہری،
پوشیدہ اور سابقہ خطاؤں کی توبہ کرتا ہوں۔

کسی کو بُرے لقب سے نہ پکاریں

"تنابزوا بالالقاب" نہ کریں یعنی کسی کو بُرے نام سے نہ پکاریں۔ مثال کے طور پر اگر

کوئی شخص پہلے یہودی تھا، اب مسلمان ہوگیا ہے تو اس کو "یہودی کا بیٹا" نہ کہو، یا شراب پیتا تھا، اب توبہ کرلی ہے تو اسے شرابی نہ کہو۔ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ۔ یہ شخص اب ایمان رکھتا ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے۔ خبردار اس کو کفر کی نسبت نہ دینا۔ اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو مسلمانوں کو کافر کہہ کر خطاب کرے۔

کسی کو فاسق کہنا اور پکارنا حرام ہے۔ بلکہ کلی طور پر ہر وہ لقب کہنا حرام ہے جو سننے والے کو ناراض کردے۔ جس وقت بھی کسی مسلمان کو پکاریں تو بہترین لقب سے پکاریں اور احترام سے بلائیں۔ روایت میں ہے کہ ایک روز ایک شخص امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ اس کے نام کو بظاہر نہ جانتے تھے۔ حضرتؑ نے اس سے فرمایا:

یا سعد، کیف حالك؟ کہ اے سعادت مند انسان تم کیسے ہو؟

مسلمان کو بھی اچھے لقب اور نام سے پکارا جائے۔ میری مراد لقب ہے۔ کسی مومن کو بُرے القاب سے بلانا حرام ہے مثلاً کہنا: اے چھوٹے قد والے یا اے اونچے قد والے، کانے، بھینگے وغیرہ۔ آج کل ہمارے معاشرے میں ایسی غلط تعبیرات بہت زیادہ ہیں۔ خداوند متعال فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا
مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا
اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ
وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (سورہ حجرات آیت ۱۱)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ تو مرد مردوں کی ہنسی اڑائیں، شاید وہ ان ے (انجام میں) بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں) کہ شاید وہ ان سے تر ہوں اور نہ تم آپس میں عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے پکارو۔ ایمان کے بعد زبانی کے نام رکھنا بہت بری چیز ہے اور جو توبہ نہ کرے گا پس ایسے ہی لوگ نافرمان سمجھے جائیں گے۔

گناہ کے بعد توبہ واجب ہے

مسلمان وہ ہے کہ جب اسے معلوم ہو کہ میں گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں تو فوراً توبہ کرے توبہ ان واجبات میں سے ہے کہ جس کو ہم ترک کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھے تو فوراً اس کو توبہ کا حکم دے۔ مثال کے طور پر اگر آپ ایک محفل میں بیٹھے ہیں جہاں کسی آدمی کو برے القاب سے یاد کیا جا رہا ہے۔ تو آپ پر واجب ہے کہ اس شخص سے کہیں کہ توبہ کرے۔ اس شخص پر بھی آپ کی بات کا ماننا واجب ہوگا۔ وہ کہے اَسْتَغْفِرُاللّٰہ۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے اس کو بار بار توبہ کے لئے اکساتے رہیں۔ اس کی رہنمائی کریں۔ آپ پر اسے کہنا واجب ہے اور اس کو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اگر اس نے قبول نہ کیا تو اس آیت کا مصداق بن جائے گا۔

وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ حجرات آیت ۱۱)

قرآن فرماتا ہے، ظالم کون ہے؟ ظالم وہ ہے جو گناہ تو کرتا ہے لیکن توبہ نہ کرے اور خدا سے اپنی غلطیوں کی معافی نہ مانگے۔

توبہ — امید کی ایک کرن

اے گناہ گارو! تمہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے [illegible] پر آؤ، اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ جو گناہ چاہو کرتے پھرو، کہ خدا بخش دے گا۔ نہیں! بلکہ امید اس لئے ہے کہ کوئی شخص ناامید ہو کر مزید معصیت کی تاریک گہرائیوں میں نہ پڑا رہے بلکہ اسے توبہ اور خدا کی مغفرت کو پہچاننا چاہئے تاکہ اگر کسی وقت گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کر لے۔

اسی طرح مظلوم کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کے [illegible]

موجب بنتا ہے اور جادۂ بہشت کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر کبھی کوئی غلطی ہو جائے تو اپنے کئے پر نادم ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کو یاد کر کے روئیں اور ان کا واسطہ دے کر معافی مانگیں تو خدا ہمارے گناہ بخش دے گا۔ یہ ہیں حسین علیہ السلام کے صدقے امید کے معنی، نہ یہ کہ جب گناہ کرنا چاہو تو امام علیہ السلام پر ایک مرتبہ رونے سے گناہ معاف ہو جائیگا۔ امامؑ نے اس غرور کی ہرگز اجازت نہیں دی۔ نفس اور شیطان آدمی کو مغرور کر دیتے ہیں۔

ایک گناہ گار نوجوان کا قصّہ

اس حدیث کا ماحصل یہ ہے: معاذ کہتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں جانے کا ارادہ کر رہا تھا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان زار و قطار رو رہا ہے، میں نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ کہنے لگا، میں گناہ گار ہوں۔ میں نے کہا، آؤ، پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں چلتے ہیں تاکہ وہ تیری بخشش کی دعا مانگیں اور خدا تجھے بخش دے۔ بولا: مجھے شرم آتی ہے۔ معاذ خدمتِ رسول خدا میں آئے اور اس نوجوان کا قصہ عرض کیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا، اس نوجوان کو لے آؤ۔ جب وہ نوجوان آیا تو آپؐ نے فرمایا، تمہیں کیا ہو گیا ہے، رونا کیوں ہے؟ عرض کیا، میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان؟ کہا، میرا گناہ۔ فرمایا، تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ بولا، میرا گناہ۔ فرمایا، تیرا گناہ بڑا ہے یا عفوِ خدا؟ بولا، عفوِ خدا۔ فرمایا، بتاؤ تمہارا گناہ کیا ہے؟ عرض کی، حضور، قبیلہ انصار کی ایک نوجوان لڑکی فوت ہو گئی۔ میں رات کے دامن میں قبرستان گیا اور اس کے قیمتی کفن کے لالچ میں اس کی قبر کھودی۔ جب اس کا کفن اتار چکا تو شیطان نے اس کے برہنہ جسم کو خوبصورت ظاہر کیا۔ بالآخر میں نے بھی ہوس کے دریا میں بہہ کر اس سے غیر انسانی سلوک کیا۔ جب میں غلطی کر چکا تو میت سے ایک دردناک آواز آئی تو نے مجھے جنبی کیا ہے خدا تجھے جہنم کی آگ میں جلائے گا۔ جب میں نے یہ وحشت ناک

آواز کو سنا تو ضمیر نے ملامت کیا اور بہت ہی پشیمان ہوا جب اسی غم میں رو رہا ہوں ۔
رسول اکرمؐ نے فرمایا: دور ہو جا مجھ سے ، مجھے خوف ہے کہ کہیں تیری وجہ سے میں بھی آتش میں نہ جل جاؤں ۔ آپؐ نے ایسا کیوں فرمایا؟ اس لئے کہ گناہ بہت بڑا تھا۔
روایت کے مطابق ، نوجوان یہ سن کر چیختا چلاتا صحرا کی طرف چلا گیا اور مدینہ کے پہاڑوں میں چالیس دن رات روتا پیٹتا رہا ۔ چالیس دن کے بعد کہا ۔ پروردگار ! اگر تو نے میری توبہ کو قبول کیا ہے تو اپنے پیغمبرؐ کو بھیج تاکہ وہ مجھے بشارت دے ۔ اگر توبہ کو قبول نہیں کیا تو آسمان سے شعلۂ آتش کو بھیج جو مجھے جلا دے ۔ پیغمبر اکرمؐ پر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی :

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ
فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ
وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ
مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ○ (سورۂ آل عمران آیات ۱۳۵-۱۳۶)

اور وہ لوگ جو برائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور سوائے خدا کے گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے اور جو کچھ وہ کر چکے ، جان بوجھ کر اس پر اصرار نہیں کرتے ۔ ان کی جزا ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش ہے اور ایسے باغ جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے کیا ہی اچھا اجر ہے ۔

رسول خداؐ نے پوچھا ؛ توبہ کرنے والا نوجوان کہاں ہے ؟ عرض کیا گیا فلاں پہاڑ کے دامن میں سرگرم توبہ ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہے ۔ پیغمبر اکرمؐ وہاں تشریف لے گئے اور اس کو بشارت دی کہ تیری توبہ قبول ہو چکی ہے ۔

توجہ فرمائیے ، وہ نوجوان چالیس شب و روز روتا رہا، گڑگڑاتا رہا، ضجہ و نالہ کرتا رہا ، تب کہیں جا کر اس کے گناہ معاف ہوئے۔ یہ خیال نہ کریں کہ صرف ایک مرتبہ اَسْتَغْفِرُاللّٰہ کہہ دینے سے گزشتہ گناہوں کی تلافی ہو جائے گی۔

امام حسینؑ کے وسیلے سے توبہ قبول ہو سکتی ہے

ہم دعاؤں میں پڑھتے رہتے ہیں کہ : خدایا ! مجھے توبہ کی توفیق عطا فرما جو میرے گناہوں کی بخشش کا باعث بنے ، اور میرے دل سے تاریکی دور ہو جائے ۔

اسی وجہ سے انسان جب توبہ کرتا ہے تو اسے شک ہوتا ہے کہ کیا یہ توبہ نصوح تھی اور اس سے میرے گناہ معاف ہو جائیں گے ؟ اس وقت اسے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ خدا کی بارگاہ میں رو رو کر اور امام حسین علیہ السلام کا واسطہ دے کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے ۔ روایات میں ہے کہ جو دل امام حسین علیہ السلام کے غم میں مغموم ہوتا ہے ، خداوند متعال مظلوم امامؑ کی برکت سے اس پر رحم کرے گا۔ مولا سے وسیلہ کرنا ، رجاء اور امید کے یہی معنی ہیں۔ اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ صرف رونے سے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے بلکہ لوگوں کے حقوق اور گناہانِ کبیرہ کا جواب دینا پڑے گا جب تک ان کو ادا نہ کرے اور صدق دل سے توبہ نہ کرے۔ بعض روایات میں ہے کہ سب گناہ معاف ہو جائیں گے اِلّا الکبائر سوائے گناہان کبیرہ کے۔ گناہانِ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے ۔ اسی لئے خدا نے مغفرت کا جو وعدہ کیا ہے وہ فقط توبہ کا کیا ہے ۔

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط (سورۃ زمر آیت ۵۳)

خدا سب کے گناہ بخش دے گا ۔

انیبوا الیٰ ربکم یعنی اپنے رب کی طرف توبہ کرو ۔

اسی طرح امام حسین علیہ السلام کے توسل سے اور ان کی شفاعت سے انسان کے

گناہ معاف ہوں گے تاکہ کل کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرے گناہ زیادہ ہیں اور جہنمی ہو گیا ہوں، اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام حسین علیہ السلام کے صدقے میں اس کے گناہ معاف ہوں گے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہونا چاہئے۔

ہر انسان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے نفس کو شیطان کی فریب کاریوں سے بچائے رکھے اور توبہ کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے بعد اگر کچھ کمزوریاں رہ جائیں گی تو خداوند متعال حضرت امام حسین علیہ السلام کے صدقے میں معاف فرمائے گا۔

استغفار سے شیطان کا دل دہل جاتا ہے

والاستغفار یقطع وتینہ۔ جو شخص اس دشمن سے لڑنا چاہتا ہے اس کا اسلحہ کیا ہونا چاہئے؟ پیغمبر اکرم ایک عمل بتا رہے ہیں جس سے شیطان کی کوششیں ختم ہو سکتی ہیں۔ وہ استغفار ہے، جو شیطان کو دور بھگا دیتا ہے۔ بھلا ہم میں سے کون ہے جس نے شیطان کی اتباع نہ کی ہو؟ اکثر اوقات ہم حالت نزاع میں بھی شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے جو غیض و غضب کا اظہار کرتے ہیں اور قطع رحمی کرتے ہیں یہ سب ابلیس کی باتوں کو ماننا ہی تو ہے۔

آیئے، گزشتہ گناہوں کی معافی مانگیں۔ خدا کی باتوں کو سنیں اور رحمٰن کی اطاعت کرتے ہوئے سجدہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (سورۃ نساء آیت ۶۹)

وہی تو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے کہ بعض پیغمبروں میں سے ہیں اور بعض صدیقوں میں سے ہیں اور بعض شہیدوں میں سے ہیں اور بعض صلحاء میں سے ہیں اور وہی لوگ رفاقت کے لئے سب سے اچھے ہیں۔

خواتین کو چاہئے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے نقشِ قدم پر چلیں اور مردوں کو چاہئے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی سیرت کو اپنائیں :

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ (سورۃ نور آیت ۳۷)

یعنی جن کو یادِ خدا سے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کوئی تجارت باز رکھتی ہے اور نہ کوئی خرید و فروخت۔

تائب کے گواہ اس کے گناہوں کی گواہی نہیں دیں گے

افسوس ہے ہم پر کہ کل تم اور ہم فیصلہ کے لئے کھڑے ہوں گے۔ امام جعفر صادقؑ اصول کافی، باب توبہ میں بشارت دیتے ہیں کہ اگر کوئی شخص توبہ کرے تو یہی توبہ اس بات کا باعث ہوگی کہ روزِ قیامت کرام الکاتبین اس کے خلاف گواہی نہیں دیں گے کیونکہ یہ شخص توبہ کر چکا ہے۔ اگر اس نے گناہ کیا ہوگا تو خدا حکم دے گا کہ اس کے ترک گناہ کی گواہی دیں۔ اگر اس نے توبہ کی کوشش کی تھی تو یہ فرشتے اس کی پاکیزگی کی گواہی دیں گے، کہیں گے خدایا، یہ شخص العفو کہتا تھا، استغفار کیا کرتا تھا۔ اس کے اعضاء اس کی نیکی کی گواہی دیں گے۔

فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان آیت ۷۰)

پس وہی تو ہیں جن کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا۔

لیکن مومن کا منہ بند نہیں ہوگا۔ وہ کوئی اور ہوگا جو سوال و جواب کے وقت خاموش ہو جائے گا۔ اگر کسی شخص نے پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَّ رِقًّا اِیْمَانًا وَّ تَصْدِیْقًا کہا تھا، اب اس کے لبوں پر خاموشی نہیں ہوگی۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ (سورۃ یٰس آیت ۶۵)

جو لوگ زندگی میں حق کی بات نہیں کرتے تھے اور اکثر جھوٹ بولا کرتے تھے، قیامت کے دن ان کی زبان گنگ ہوگی اور اعضاء و جوارح ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ خدا ہم سب کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اعضاء و جوارح کی گواہی کی کیفیت

بعض علماء نے تاویل کی ہے کہ گواہی سے مراد حالت ہے۔ ہر انسان جب روزِ قیامت واردِ محشر ہوگا تو اس کے اعضاء گواہی دیں گے۔

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝

گناہگار اپنی اپنی علامتوں سے پہچان لئے جائیں گے پھر ایڑی سے چوٹی تک گرفتار کرلئے جائیں گے (رحمٰن ۴۱)

مثال کے طور پر اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہوگی اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے یا زبان دانتوں میں جکڑی ہوئی ہوگی اور اس سے پیپ و خون بہہ رہے ہوں گے جس سے معلوم ہوگا کہ یہ بے عمل عالم اور بدکردار واعظ تھا اور اکثر جھوٹ بولا کرتا تھا۔ ایک شخص کا پیٹ اتنا بڑا ہوگا کہ وہ چل نہیں سکے گا، یہ سود کا کاروبار کیا کرتا تھا۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبر سے نکل کر) نہ کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے چھوکر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔

انسان کا قیافہ گواہی دے گا کہ اس نے کون کون سے گناہ کئے تھے۔ اگر اس کی پیشانی نورانی ہوگی تو معلوم ہوگا کہ یہ جائے سجدہ ہے۔ غرّ المحجّلین۔ سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں گی یا ان کے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال کا ہونا گواہی دے گا کہ انہوں نے نیکیاں کی ہیں، مختصر یہ کہ بعض علماء نے:

تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ (سورۃ یٰس آیت ۶۵)

کے معنی یہ کئے ہیں کہ اس کی حالت سے گواہی لی جائے گی اور وہ گواہی يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ (سورۃ الرحمٰن آیت ۴۱) تو ہوگی لیکن تحقیقی اور ثابت شدہ بات وہی ہے جو اکثر و بیشتر مفسرین فرماتے رہتے ہیں کہ انسان کی ظاہری حالت وہی اعضاء کی گواہی ہوگی وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ ہاتھ بول اٹھیں گے۔ اور اس سے واضح ثبوت اس آیت :

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ
الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (سورۃ حٰم سجدہ آیت ۲۱)

اور اپنی کھالوں سے یہ کہیں گے کہ (بھلا) تم نے ہمارے برخلاف شہادت کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی، ہم کو تو اسی خدا نے گویا کر دیا جس نے ہر چیز کو گویائی دی ہے۔

جب اعضاء و جوارح بول اٹھیں گے اور سب کچھ بتائیں گے، تو اس وقت بے چارہ انسان کہے گا، تم نے میرے ہی خلاف کیوں گواہی دی؟ تو یہ کہیں گے کہ خدا نے ہمیں بولنے کی قوت عطا کی ہے (ان کی دلیل یہ ہوگی کہ خدا نے سب کو بولنے کی طاقت دی ہے اور ہمیں بھی قوتِ ناطقہ دی ہے)

خدا کیلئے ہاتھ پاؤں کا گویا کرنا زبان کی طرح ہے

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ فقط زبان ہی بول سکتی ہے لیکن ہاتھ پاؤں بھلا کیسے بول سکتے ہیں؟ لہٰذا تاویل کی ہے کہ انسان کی ظاہری حالت گواہی دے گی نہ کہ ہاتھ پاؤں بولیں گے، تو ان کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ "نطق" زبان کی محتاج نہیں ہے بلکہ خداوند متعال کی قدرتِ قاہرہ ایسا کر سکتی ہے کہ ہوا کے ذریعے زبان حروف کو نکالنے سے کام کرتی ہے۔ حروف کا صادر ہونا اس لئے ہے کہ خدا کی صفت ہے نہ کہ علت اور معلول کا فرق

ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو گدھے اور گائے کی زبان بہت بڑی ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ انسان کو فقط قوتِ نطق عطا کی ہے اور بشر کو امتیاز حاصل ہے۔ (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ) خدا کی گرانقدر نعمتوں میں ایک نعمت عقل ہے۔ زبان عقل کی ترجمان ہے تاکہ بولے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰہ کہے۔ حیوان کو یہ ادرکات نصیب نہیں ہیں کہ وہ کچھ بتا سکے۔

ہر عقلمند یہ سمجھتا ہے کہ اصل نطق زبان سے خاص نہیں ہے بلکہ خدا نے انسان کو زبان عطا کی ہے، اور قوتِ نطق بھی۔ کل روزِ قیامت تمہاری انگلی بھی یہی کام کرے گی اور کہے گی کہ اس نے انگلی سے مؤمن کی طرف بطورِ استہزاء اشارہ کیا تھا، یا اپنے قلم سے مومن کے خلاف لکھا تھا۔ مروی ہے کہ انسان کے بال بھی بول اٹھیں گے اور انسان کے خلاف گواہی دیں گے۔

دوسری دلیل قرآن مجید میں ذکر فرمائی ہے۔ ہم پہلے اس کا اشارہ بھی کر چکے ہیں کہ انسان اعضاء و جوارح پر اعتراض کرے گا کہ تم میرے خلاف کیوں گواہی دیتے ہو، وہ کہیں گے جس خدا نے تمام موجودات کو بولنے کی قوت دی ہے اس نے ہمیں بھی گویا کیا ہے۔

تمام کائنات ملکوتی نطق ہے۔ تمام اجزاء عالم ہستی ہماری نگاہوں میں ساکت و خاموش نظر آتے ہیں، لیکن ملکوتی نظر سے سب بولتے ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (سورہ اسرا۔ آیت ۴۴)

اور ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ اس کی حمد کی تسبیح نہ پڑھتی ہو۔ مرنے کے بعد انسان عالم ملکوت کی طرف چلا جاتا ہے۔ اگر تم عالم ہستی کا شور و غوغا سمجھو تو در و دیوار بھی کہتے ہوئے ہوں گے۔ تیرے جسم کے اعضاء بھی تسبیح کرتے ہیں۔ البتہ عالم حس پوری طرح بیدار نہیں ہے۔ حس کی وجہ سے انسان نہیں سمجھتا۔ چونکہ ہم عالم مادہ میں زندگی کے سانس لے رہے ہیں اس لئے ادراک نہیں کر سکتے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (سورہ جمعہ آیہ ۱)

کل روزِ قیامت وہی خدا تمام اجزائے عالم کو نطق عطا کرے گا۔ بدن کے اعضاء ظاہری طریقے پر بولیں گے۔ چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی محو نہیں ہوگا۔ گواہی کے مقام پر چھوٹا سا عضو بھی گواہی دے گا۔ مگر جن گناہوں سے توبہ کی ہوئی ہوگی، ان کے بارے میں اعضائے انسانی کچھ نہیں کہیں گے۔

تسبیح کو ہاتھ کی انگلیوں سے پڑھئے کیونکہ گواہی دیں گی

تفسیر روح البیان میں ایک روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے خواتین سے فرمایا: عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ یعنی سُبْحَانَ اللّٰہ زیادہ کہیں۔

دوسری روایات میں حضرتؐ فرماتے ہیں: "میں نے شبِ معراج ایک فرشتے کو دیکھا جو ایک عمارت بنا رہا تھا، ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی رکھتا تھا اور کبھی رک جاتا تھا۔ میں نے پوچھا، رک کیوں جاتے ہو؟ عرض کیا جب وقت مومن تسبیح میں مشغول ہوتا ہے تو ہم یہاں پر اس کے لئے خوبصورت محل بنانے لگ جاتے ہیں۔ جب وہ خاموش ہوتا ہے تو ہم بھی رک جاتے ہیں۔" لہٰذا آپؐ نے فرمایا:

عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطِقَاتٌ (تفسیر روح البیان، سورہ یٰس)

صدرِ اسلام میں تسبیح نہ تھی بلکہ انگلیوں سے شمار کرتے تھے۔ ایک انگلی میں تین جوڑ ہوتے ہیں اس طرح دو ہاتھوں میں تیس جوڑ ہوئے۔ لہٰذا ان سے تسبیح پڑھتے تھے۔

فرمایا: اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے جوڑوں سے شمار کریں کیونکہ قیامت کے دن یہ گواہی دیں گی کہ پروردگار اس نے ہمارے ساتھ تیری تسبیح و تہلیل شمار کی تھی۔

تسبیح سب سے پہلے حضرت فاطمہ زہرا سلام نے بنائی۔ آپ جب سید الشہدا جناب حمزہ کی قبر پر گئیں، ان کی قبر سے مٹی اٹھائی، اس سے تسبیح بنائی اور اس

کے ساتھ ذکرِ خدا کیا کرتی تھیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں آپ نے تاکید فرمائی کہ کربلا کی خاک سے تسبیح بنائی جائے۔ امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی کی تسبیح کو اگر ہاتھ میں ویسے ہی پھیرتے جائیں اور کچھ نہ پڑھیں تو بھی اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے کیونکہ کربلا کی خاک خود تسبیح کرتی ہے، چاہے انسان خاموش رہے مگر ثواب ملتا رہے گا۔

علامہ شیخ شوستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کربلا کی مٹی سے بنی ہوئی تسبیح کوئی معمولی تسبیح نہیں ہے بلکہ اس کا حد سے زیادہ ثواب ہے اور غیر معمولی خصوصیات کی حامل ہے کیونکہ کربلا بہشت کا ٹکڑا ہے۔

معصومؑ نے فرمایا: یا جابر، زر قبر الحسین فانها قطعة من الجنة۔

اے جابر! امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے کربلا جانا، بیشک کربلا بہشت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

تیسری فصل

- توبہ کیسی ہو؟
- ندامتِ قلبی فقط خدا کے لئے ہو
- اہلبیتؑ کی محبت توبہ کی طرف لے جاتی ہے
- توبہ رحمت کا دروازہ ہے
- توبہ میں زبان دل کی ترجمان ہو
- ترک توبہ اور گناہ پر اصرار کرنا
- توبہ معافی کا سبب
- امام سجادؑ کی زہری سے گفتگو
- گناہ تاریکی ہے توبہ روشنی
- سب گناہ قابل بخشش ہیں
- قتل کی توبہ
- توبہ آتشِ جہنم سے نجات دلاتی ہے
- استغفار کی جزا بخشش ہے
- مقدر کی باتیں

توبہ کیسی ہو؟

خدا کی بارگاہ میں توبہ کرنا بہت مراتب رکھتا ہے۔ اگر اس کو تفصیل سے بیان کریں تو کتاب طویل تر ہو جائے گی۔ ہم یہاں پر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ توبہ کیسے کرنی چاہیئے اور کیسی ہونی چاہیئے؟ اگر ایک شخص کہے کہ میں نے توبہ کی ہے، اپنے گناہوں پر پشیمان ہوا ہوں اور استغفار بھی کیا ہے مگر اس کا دل پشیمان نہ ہوا اور گناہوں سے ہاتھ نہ اٹھائے اور ان پر مصر و مستمر رہے تو ایسا شخص توبہ کے خوشگوار لمحات سے فائدہ نہیں اٹھا رہا۔

والیِ خراسان حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

والمستغفر من ذنب ویفعلہ کالمستھزئ بربہ

(اصول کافی۔ کتاب الدعاء۔ باب الاستغفار)

جو شخص فقط زبان سے کہے استغفر اللہ اور دل میں پشیمان نہ ہو، اس نے اپنے رب سے مذاق کیا ہے۔

ندامتِ قلبی فقط خدا کے لئے ہو

ایک شخص نے گناہ تو ترک کر دیا لیکن دلی طور پر پشیمان نہ ہوا ہو، اگر وہ کہے کہ میں نے توبہ کی ہے وہ جھوٹ کہتا ہے۔ کیونکہ توبہ کی حقیقت گناہوں پر پشیمان ہونا ہے۔ جیسے کہ ایک شخص گناہ کر کے پشیمان ہوتا ہے لیکن توبہ کے لئے

نہیں دنیاوی نقصانات کے ڈر سے گناہ نہیں کرتا مثلاً اس کو جسمانی ضرر ہوگا، یا اس کی آبرو چلی جائے گی یا جیل کی کال کوٹھڑی میں بند کیا جائے گا، اب اگر ان خطروں کے تحت استغفراللہ کہے تو وہ اس لحاظ سے منافق ہے اور جھوٹ کہتا ہے۔ توبہ کا نچلا مرتبہ یہ ہے کہ گناہ کو ترک کرے اور اپنے سابقہ کردار پر پشیمان ہو۔ لیکن اگر اس کا غمگین ہونا عذابِ خدا کے ڈر اور ثوابِ الٰہی سے محروم ہونے کی وجہ سے ہو تو ایسے شخص کی توبہ اس شخص کی توبہ کے مانند ہے جو کافی ظلم و ستم کر چکا ہو، اور حکومت ایسے شخص کی تلاش میں ہو، اس کو گرفتار کرکے جیل بھیجنا چاہتی ہو، پولیس کی مار کٹائی کے خوف سے مظلوم کے پاس آکر معذرت طلب کرے تاکہ اس کو خوش کرکے حکومت کی گرفت سے محفوظ رہے۔ مگر یہ مظلوم کی اعانت کے لئے نہ تھا بلکہ پولیس کے ڈر سے اس نے ایسا کیا۔

ادھر یہ شخص بھی آتشِ جہنم کے ڈر سے توبہ کر رہا ہے۔ اگر مطمئن ہوتا کہ جہنم میں نہیں جاؤں گا تو توبہ بھی نہ کرتا اور پشیمان بھی نہ ہوتا اور خود کو گنہگار نہ سمجھتا۔ اس کی عذر خواہی ظاہری ہے۔ ہم اسے حقیقی توبہ نہیں کہہ سکتے۔ حقیقت توبہ اس وقت ہوگی جب اس کا رواں رواں توحید کی گواہی دے گا اور اس کا کردار ہر طرح سے پاکیزہ ہوگا۔

محقق طوسیؒ اور علامہ حلیؒ نے تجرید الکلام اور شرح تجرید میں تصریح فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص گناہ کر بیٹھے اور اگر اس خیال سے نادم ہو کہ میں نے معصیتِ خدا کی ہے، اب توبہ کرتا ہوں، تب تو اس کی توبہ صحیح ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص حکومت کے ڈر سے یا لوگوں میں آبرو چلے جانے کے خوف سے توبہ کرے تو اس کی یہ توبہ صحیح نہیں ہوگی۔

پس معلوم ہوا کہ امرِ خدا کی مخالفت پر توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ کے لئے ترکِ گناہ کا پکا عزم کرے، اس وقت صحیح معنوں میں اس کی توبہ قبول ہوگی۔

توبہ کے دو پہلو ہیں، اوّل گناہ پر پشیمان ہونا، دوسرے ترکِ گناہ کا پکا ارادہ کر لینا۔ جو شخص اپنی موت کا وقت قریب دیکھے اب وہ توبہ کرے یا نہ کرے، اسے آخر گوشۂ قبر میں جانا ہے۔ اگر توبہ کر لیتا ہے تو عذابِ جہنم سے بچ جاتا ہے۔ فرعون آخری وقت میں معذرت طلب کرتا رہا۔ لیکن اب کیا فائدہ؟ آخرکار اپنے ساتھ دوستوں سمیت غرق ہو گیا۔

اہلبیتؑ کی محبت توبہ کی طرف لے جاتی ہے

جو لوگ اہلِ ایمان ہیں اور خاندانِ رسالت سے محبت کرتے ہیں اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ان کو توبہ کی توفیق نصیب ہوگی۔ خداوند متعال نور ولایت کی برکت سے ان کا انجام اچھا کرے گا (اور آخرت میں ائمہ طاہرینؑ ان کی شفاعت بھی کریں گے)

جو لوگ اپنے دینی پیشواؤں کے نقشِ قدم پر چلتے رہے، واجبات کو ادا کرتے رہے، محرمات سے بچتے رہے، خاندانِ رسالت کی پوری پوری ترجمانی کرتے رہے اور امام حسین علیہ السلام کی مجالس بپا کرتے رہے تو شفیعۂ روزِ محشر حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ان کی شفاعت کریں گی۔ کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کی شفاعت شہزادیٔ دو عالم کریں گی۔ لیکن وہ لوگ جو کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے محبت نہیں کرتے اگر عمل کریں بھی لیکن چونکہ ان کے عقیدے کی اساس محکم نہیں ہے اس لئے وہ توبہ کریں یا نہ کریں اس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اہلبیت اطہارؑ کی محبت کا فائدہ یہ ہے کہ نورِ ولایت جس دل میں طلوع کرتا ہے وہ شخص ہر قسم بخل سے بری ہوتا ہے اور سخاوت کا جذبہ ہمیشہ ہی

اس کے دل میں موجزن رہتا ہے، یہ بخشش اہلبیتؑ کے توسّط سے ہے (جو لوگ خمس و زکوٰۃ، صدقات نہیں دیتے، رشوت و سود سے مال جمع کرتے رہتے ہیں وہ اصل میں اہلبیتؑ سے محبت نہیں کرتے۔ اگر علیؑ سے محبّت کرنی ہے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہے تو یتیموں، بیواؤں اور بے نواؤں کی خبر لیجئے اور دینی مدارس کی بڑھ چڑھ کر مدد کیجئے)

جو لوگ ائمہ طاہرینؑ سے محبّت کرتے ہیں اور صدق دل سے ان کے فرامین کو مانتے ہیں، توبہ کے بغیر دنیا سے نہیں جائیں گے۔ اَلتَّوْبَۃُ قَبْلَ الْمَوْتِ موت سے پہلے خداوند کریم ان کو توبہ کی توفیق دے گا، گناہوں سے پاک ہو کر ہنستے مسکراتے جنت کی طرف روانہ ہو جائیں گے (اِنْشَاءَ اللہُ تَعَالٰی)

توبہ رحمت کا دروازہ ہے

توبہ خدا کی رحمتوں کا عظیم دروازہ ہے اور توبہ اہلِ ایمان، محبّانِ اہلبیتؑ کو نصیب ہوتی ہے۔ ایسا کوئی گناہ نہیں ہے جو قابلِ بخشش نہ ہو۔ بے دین اور کافر کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص خدا، اس کے رسولؐ اور روزِ جزا پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے، اگر یہ بھی توبہ کرے تو اللہ بخش دیتا ہے۔

لیکن اہل بیتِ اطہارؑ کی محبّت ضروری ہے ورنہ توبہ سے محروم ہو کر مرے گا لہٰذا اسے پکا مومن بننا چاہئے، تب توبہ قبول ہوگی، توبہ البتہ موت سے پہلے فائدہ دے گی۔ ہاں، اگر اس کو یقین ہو جائے کہ کوچ کا نقارہ بجنے کو ہے تو پھر توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گزشتہ اعمال پر پشیمان ہونا اور آئندہ کو صمیم قلب سے ترک کرنا۔ جو شخص یہ دیکھے کہ اب مرنے والا ہے آئندہ جینے کی کوئی امید نہیں اور گناہوں کے ترک کرنے کا عزم بالجزم کرے تو اس کے

متعلق قرآن مجید کی نص ہے کہ موت کے وقت توبہ بے فائدہ ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ۔ (سورۃ النساء آیت ۱۸)

توبہ گناہ کے جبران کا نام نہیں ہے۔ توبہ ترک شدہ واجبات کو انجام دینے اور قضاؤں کو بجالانے کا نام ہے۔ اگر اس کے گناہوں کا کفارہ ہو تو کفارہ دے محرمات کو مکمل طور پر ترک کرے۔ ان کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب گناہان کبیرہ میں ذکر کی ہے۔

نتیجۂ کلام یہ ہوا کہ جو شخص موت کے وقت اپنے آثار گناہ پر پشیمان ہو تو یہ توبہ نہیں کہلائے گی۔ کیونکہ توبہ مخالفتِ خدا پر پشیمان ہونے کا نام ہے نہ کہ عذاب کو دیکھ کر ڈر کے مارے پشیمان ہونے کا۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام صحیفہ کاملہ میں توبہ کے بارے میں بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں :۔

لقد فتحت لعبادك بابا من الرحمة وسميته بالتوبة

فما عذر من اغفل عن دخول الباب بعد فتحه۔

" تو نے جو دروازہ اپنے بندوں پر کھول رکھا ہے اس کا نام توبہ رکھا ہے

جب توبہ کا دروازہ ہمیشہ ہی کھلا ہے تو اب کسی شخص کے لئے عذر کا حق حاصل نہیں ہو گا۔ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ (انعام آیت ۱۴۹)

(خدا تک پہنچانے والی دلیل خدا ہی کے لئے خاص ہے) یقیناً خدا کے لئے حجت و دلیل ہے اور خدا پر کسی کی حجت نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے، چونکہ مجھ پہ خواہشاتِ نفسانی غالب ہو چکی تھیں اس لئے گناہ کر بیٹھا تھا۔ جواب

ملے گا۔ کیا میں نے تجھ پر توبہ کا دروازہ نہیں کھولا تھا، تو نے توبہ کیوں نہیں کی؟ اور استغفار کر کے اپنے گناہوں کو دھو کر خدا کی بیکراں رحمت کو کیوں نہیں حاصل کیا؟

خدا کی رحمت بہت وسیع ہے۔ جب انسان کامل طور پر توبہ کرتا ہے تو اس کے گناہ ثواب میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی صریح نص ہے کہ جو توبہ کرتا ہے اور غمگین ہو کر گریہ و بکا کرتا ہے تو وہ اپنی گناہ کی کثافتوں کو آنسو کے پانی سے دھو دیتا ہے

يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (سورۃ فرقان آیت ۷۰)

نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ ان کی جگہ نیکی لکھی جاتی ہے۔ یہ سب اس کی کرم نوازی اور مہربانی ہی کی دلیل تو ہے۔ شیطان کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ مومن توبہ نہ کرے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(سورۃ النحل ۱۶۔ آیت ۱۱۹)

پھر ضرور تمہارا پروردگار ان لوگوں کے واسطے جنہوں نے از راہ نادانی بدی کی پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور (خرابی کی) اصلاح کی (تو) بیشک تمہارا پروردگار ان باتوں کے بعد (ان کے لئے) بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر مجمع البیان اور دوسری تفاسیر میں آیۂ مجیدہ کی تفسیر میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ اس آیۂ شریفہ کے نزول کے بعد شیطان نے سرزمینِ مکہ پر بلند آواز سے چیخ ماری۔ اس کی آواز سے اس کے سب چیلے اکھٹے ہو گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارے بڑے میاں خاصے پریشان دکھائی دے رہے ہیں تو پوچھا: "تجھے کیا ہوا؟" بولا: "آیت نازل ہوئی ہے کہ امتِ محمدؐ کے جتنے بھی گناہ ہوں گے، سب کے سب بخشے جائیں گے۔ توبہ کی شرائط جو پہلی امتوں پر واجب تھیں اس

امت سے اٹھائی گئی ہیں، ہم جتنی بھی تکلیفیں اٹھائیں آخرکار وہ سب مومن کی توبہ سے ناکارہ ہو جائیں گی اور ہمارے منہ سے جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا وہ سب کا سب معاف ہو جائے گا۔ آپ کی میٹنگ اس لئے بلائی ہے تاکہ مل جل کر ایک سکیم پاس کریں۔ ہر ایک نے اپنی اپنی تجویز پیش کی، لیکن خناس نامی شیطان کی رائے کو مقدم سمجھا گیا اور سبھی نے اس کو حرف آخر سمجھا، وہ یہ تھی کہ ہر شیطان کا کام یہ ہونا چاہیے کہ جب بھی مومن توبہ کا قصد کرے تو اسے فوراً گمراہ کیا جائے کہ ابھی تو تم جوان ہو، صحت و تندرستی ہے، عیش کے یہی ایام ہیں توبہ کا کافی وقت پڑا ہے۔"

یہ شیطانی وسوسے گناہ گار انسان کو توبہ سے روکتے ہیں، اچانک فرشتۂ اجل آجاتا ہے اور انسان توبہ کئے بغیر کفِ افسوس ملتا ہوا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اس وسوسے کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنے آپ سے کہے، کیا خبر میری موت کس دن ہونی ہے، اگر میں نے توبہ نہ کی تو یونہی گناہوں سے پُر دامن لئے ہوئے اس کریم کی بارگاہ میں کیسے جاؤں گا؟ اس سے ایمان کے چلے جانے کا بھی خوف ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ۝ (سورہ الروم جہ آیت:۱۰)

پھر ان کا انجام جنہوں نے بدی کی تھی برا ہی ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور ان کی ہنسی اڑاتے رہے۔

لہٰذا قرآن مجید کی اطاعت کیجئے۔ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ (۳-۱۳۳) اور اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑ کر جاؤ۔ اور توبہ کرنے میں جلدی کرو۔

توبہ میں زبان دل کی ترجمان ہو

جو چیز اہمیت کی حامل ہے وہ یہ ہے کہ انسان دل سے اور عزم صمیم کے ساتھ گزشتہ گناہوں پر پشیمان ہو اور آئندہ کے لئے ترک کرنے کا پکا ارادہ کرلے اگر وہ تہہ دل سے پشیمان ہوا تو اس کی زبان بے ساختہ گناہوں کی معافی مانگنے لگ جائے گی اور کہے گی: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ یہ صحیح توبہ ہوگی صرف یہ زبان سے کہہ دینا کہ میں توبہ کرتا ہوں، محض تکلف ہوگا اور اسے حقیقی توبہ نہیں کہا جائے گا۔

لہٰذا پہلے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کی توفیق کی دعا مانگیں اور اس سے مدد مانگیں کہ وہ ہمیں توبہ کرنے کی قوت عطا کرے۔

ترکِ توبہ اور گناہ پر اصرار کرنا

اصولِ کافی کی روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام "اصرار" کے معنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اگر ایک شخص گناہ کرتا ہے لیکن اس کے ترک کا ارادہ نہ کرے اور توبہ کے متعلق نہ سوچے تو اس بناء پر بار بار گناہ کرنا اس کی عادت بن جاتی ہے اس اصرار کا علاج فقط توبہ ہے۔"

بہت سے فقہاء فرماتے ہیں کہ توبہ کا فوراً کرنا واجب ہے۔ شیخ بہائیؒ کے فرمان کے مطابق یہ ہے کہ انسان جتنی جتنی دیر کرے گا اتنا اتنا ترکِ واجب کا گناہ زیادہ ہوتا جائے گا اور وہ سخت عذاب کا مستوجب ہوگا۔ جتنا جلدی خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اتنا ہی اس کی بے پایاں عنایات کا مستحق ٹھہرے گا۔

مروی ہے کہ جب کوئی بندہ گناہ کرے، پھر توبہ کرے۔ دوبارہ گناہ کرے، پھر

توبہ کرے اور تیسری مرتبہ گناہ کرے، پھر توبہ کرے تو آسمان سے ندا آتی ہے "اے میرے فرشتو! دیکھو میرا پیارا بندہ میرے گھر کو کسی طرح نہیں چھوڑتا، وہ جانتا ہے کہ ہمارے سوا اس کی کوئی جائے پناہ نہیں۔"

الاصرار ان یذنب الذنب فلا یستغفر اللہ ولا یحدث نفسہ بالتوبۃ فذالک الاصرار (کافی باب الکبائر)

توبہ — معافی کا سبب

ارشاد خداوندی ہے: سَابِقُوْا یعنی جلدی نہ کیجئے، چشم پوشی سے کام نہ لیجئے، کہاں؟ اِلٰی مَغْفِرَۃٍ یعنی مغفرت خدا کی طرف۔ رحمتِ خدا بھی توبہ کا سبب بن سکتی ہے۔ جلدی کیجئے اور اسباب مغفرت کو ڈھونڈھئے۔ تمام واجبات مستحبات خدا کی رحمت و مغفرت کے اسباب ہیں، تمام اچھے کام اس کی مغفرت کا وسیلہ ہیں۔ اگر راستے میں سے کانٹے اٹھاؤ تو خدا کے لئے، کوئی نیک کام کرو تو خدا کے لئے۔ ہم تعقیباتِ نماز میں پڑھتے رہتے ہیں:-

اللّٰھم انی اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک

عزائم یعنی حتمیات۔ یعنی خدایا! مجھے توفیق دے کہ ایسے کام بجالاؤں جن کا نتیجہ قطعی طور پر بخشش ہو۔ بعض کاموں میں گمان ہوتا ہے لیکن بعض یقینی ہوتے ہیں۔ وہ توبہ ہے۔ اگر کوئی شخص توبہ کرے تو وہ یقینی طور پر بخشا جائے گا۔ گناہ کی مناسبت سے توبہ کی جائے گی۔

اگر کسی مظلوم پر ظلم کیا ہے اور اب بخشش چاہتے ہو تو پہلے اخلاقی پہلوؤں کی اصلاح کرو، اگر وہ مظلوم خود معاف کردے تو اس کے لئے فائدہ ہے۔ اللہ تم فرماتا ہے:

اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۷)

یعنی اگر تم معاف کردو تو (یہ) پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔ خدا کے لئے معاف کردو کیونکہ خدا معافی کو پسند کرتا ہے۔

امام سجادؑ کی زہری سے گفتگو

ہمارے چوتھے امام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مکہ جا رہے تھے تو راستے میں ایک پہاڑ کے دامن میں خیمے لگوائے۔ ایک شخص کہنے لگا یہ پہاڑ "کوہِ زہری" کہلاتا ہے۔ زہری مدینے کا چیف جسٹس تھا اور امام سجاد علیہ السلام کا بہت ہی عقیدت مند تھا اور بارہا آپ کی خدمت میں مشرف ہوتا۔ ایک مرتبہ اس نے کسی کو تنبیہ کے لئے سزا دی تو وہ اس سے مر گیا۔ اس قتل کے سبب سے وہ مدینہ کے پہاڑوں میں چلا آیا۔ اپنے اہل و عیال کو اس نے چھوڑ دیا۔ امام سجاد علیہ السلام کو بتایا گیا کہ، سرکار، زہری مایوس ہو چکا ہے اور دیوانہ وار آہ و بکا میں مشغول ہے۔ کیا آپ اس سے ملنا پسند فرمائیں گے؟ چونکہ آپ اس کو پہلے سے جانتے تھے اور وہ آپ کے ماننے والوں میں سے تھا، آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

چنانچہ آپ پہاڑ پر چڑھ کر اس کی ہدایت کے لئے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ زہری نے سر اور داڑھی کے بالوں کو صاف کیا ہوا ہے، اس کے تن پر کوئی کپڑا نہیں ہے اور وہ مسلسل روئے جا رہا ہے۔ اب اس کے جسم میں زندگی کی بھی تھوڑی سی رمق باقی ہے۔

حاصل روایت یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: "خدا کی رحمت سے ناامید ہونا تیرے گناہ سے بھی بدتر ہے۔ پس تو اپنا علاج کیوں نہیں کرتا"۔ زہری نے عرض کی: "مولا کیا اس کا کوئی علاج بھی ہے؟ میں نے تو ایک انسان کو قتل کیا ہے؟" امام نے فرمایا: "ہاں! مقتول کے وارثوں کو دیت دے دو اور واپس لوٹ آؤ۔ تیرا یہ کام تیرے لئے دنیا و آخرت میں سودمند ہوگا۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا درد بھی ہے جس کا علاج نہ ہو؟ انسان کو فقط توبہ کی طرف جلدی کرنی چاہئے۔ یہی توبہ اللہ کی بے پایاں نوازشوں اور مغفرت کا سبب بنتی ہے"۔

آیئے! آج سے عزم صمیم کرلیں کہ ہم ہر گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے: "توبہ کرتے میں جلدی کرو کیونکہ عمر کا کچھ بھروسہ نہیں ہے۔ پس توبہ کرکے میری مغفرت حاصل کرو۔"
(عَجِّلُوْا بِالتَّوْبَةِ قَبْلَ الْمَوْتِ)

گناہ تاریکی ہے اور توبہ روشنی

عن الصادق (ع) فی تفسیر قولہ تعالیٰ: "اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یخرجھم من الظلمت الی النور" قال علیہ السلام یعنی من ظلمات الذنوب الی نور التوبۃ والمغفرۃ لولایتھم کل امام عادل من اللہ عزوجل۔
"والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات" انما عنی بھذا انھم کانوا علی نور الاسلام فلما ان تولوا کل امام جائر لیس من اللہ خرجوا بولایتھم من نور الاسلام الی ظلمات الکفر فاوجب اللہ لھم النار مع الکفار۔
(تفسیر صافی۔ ص ۶۸۔ نقل از اصول کافی)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اللہ ان کا حامی ہے، ان کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے۔ امام معصومؑ نے فرمایا: ولایت، انسان کو گناہ کی تاریکیوں سے نکال کر مغفرت اور توبہ کے نور کی طرف لے جاتی ہے۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد آلِ محمد علیہم السلام ہیں اور ظلمات سے ان کے دشمن۔

اور جو لوگ منکر ہو گئے ان کے حامی طاغوت ہیں جو ان کو نور سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نورِ اسلام پر تھے، جب انہوں نے فاسق اور ظالم امام سے محبت کی، ــــ وہ فاسق رہنماؤں سے محبت رکھنے کی وجہ سے اسلام کی روشنی سے نکل کر کفر کی تاریکیوں کی طرف آ گئے۔ پس خدا نے ان کے لئے

کفار کے ساتھ ان کو جہنم بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔

ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ میں تو بہت لوگوں سے ملتا جلتا ہوں تو مجھے اس سے تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے تولا نہیں رکھتے اور فلاں فلاں کے دوست دار ہیں، ان میں امانت و سچائی اور وفا پائی جاتی ہے اور جو لوگ آپ کے دوستدار ہیں ان میں نہ امانت ہے، نہ وفا اور نہ سچائی۔ ابن یعفور کہتا ہے کہ امام علیہ السلام یہ سن کر سیدھے ہو بیٹھے اور سخت غصے سے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جو شخص امام ظالم کی دوستی کا قائل ہو اور ایسے کو امام مانتا ہو جس کا تقرر خدا کی طرف سے نہیں ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ اور جو امام عادل کی ولایت کا قائل ہے جس کا تقرر خدا کی طرف سے ہے اس پر کوئی عتاب نہیں ہونا چاہیے۔

(حاشیہ ترجمہ مقبول مرحوم)

سب گناہ قابلِ بخشش ہیں

قرآن مجید میں بہت سی آیات اور احادیث معتبرہ توبہ کی مقبولیت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو بخشش کے قابل نہ ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ خود کو توبہ قبول کرنے والا توصیف کرتا ہے اور اس کے علاوہ اس نے اپنے آپ کو اسی آیۂ شریفہ میں توّاب، غفّار، غفور، غافر الذنب، قابل التوب بھی قرار دیا ہے۔

اس نے عمومی طور پر گناہگاروں کو اپنی طرف دعوت دی ہے اور ان کو توبہ کا حکم دیا ہے۔ یاس و قنوطیت کا علاج تجویز فرمایا کہ:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

الرَّحِیْمُ ۝ (سورۃ الزمر ۳۹۔ آیت ۵۳)

ترجمہ: تم یہ کہدو کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی ہی ذات پر زیادتی کی ہے (یعنی دل کھول کر گناہ کئے ہیں) تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، یقیناً اللہ سب ہی گناہوں کو بخش دے گا، بلیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں خطاب پروردگار چند لطافتوں پر مبنی ہے۔ ایک تو اس نے فرمایا: یٰعِبَادِیَ جو لطف اور مہربانی سے متعلق ہے اور یٰاَیُّھَا الْعُصَاۃ اے گناہ گارو، کہہ کر نہیں پکارا۔ (دوسرے) اَسْرَفُوا یہ بھی نرمی اور عطوفت پر مشتمل ہے اخطئوا نہیں کہا۔

تیسرے یہ فرمایا۔ لَا تَقْنَطُوْا۔ یہ نہی پر دلالت کرتی ہے کہ تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ چوتھے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ۔ یہ عمومیت رکھتا ہے کہ یقیناً اللہ سب گناہوں کو بخش دے گا۔ پانچویں دوبارہ تاکیدی طور پر فرمایا: فَاِنَّہٗ غَفُوْرُ الرَّحِیْمُ بلیشک وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

قتل کی توبہ

اگر کوئی شخص کسی کو عمداً قتل کرے اور پھر توبہ کرنا چاہے تو پہلے خود کو مقتول کے ورثا کے سامنے پیش کرے، ان کی مرضی ہے چاہے قصاص لیں یا دیت لیں یا معاف کردیں۔ اگر وہ قصاص سے صرف نظر کریں، تو قاتل پر تین چیزیں واجب ہیں: (۱) ایک غلام کو آزاد کرنا (۲) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (۳) پے درپے ساٹھ روزے رکھنا۔ اگر غلام نہ دے سکے تو دوسری چیزیں ساقط نہیں ہوں گی۔

اگر کسی نے خطاءً یا شبہ خطا سے کسی کو قتل کردیا ہو تو اس پر مقتول کے ورثا کو دیت دینا واجب ہے۔ اگر وہ معاف کردیں تو پھر بھی غلام آزاد کرنا اور

ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا اور مسلسل ساٹھ روزے رکھنا واجب ہے۔ انکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

توبہ آتشِ جہنّم سے نجات دلائے گی

اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت علی علیہ السلام اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ یا علیؑ، میں نے ایک لڑکے کے ساتھ بدفعلی کی ہے مجھے حد کے ذریعے پاک کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا، اب تو گھر چلا جا شاید کسی تلخی و پریشانی نے تجھے اس کام پر مجبور کیا ہو (کیونکہ احتمالِ شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے) لہٰذا فرمایا ہو سکتا ہے کہ تیرے حواس ٹھیک نہ ہوں اور تیرا اقرار عاقل و باشعور شخص کی طرح نہ ہو۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔ مگر دوسرے دن آیا اور پھر وہی اقرار کیا اور اجراء حد کا تکرار کیا۔ آپؑ نے دوبارہ فرمایا۔ اب اپنے گھر چلا جا شاید غیض وغصہ کی حالت میں یہ کام انجام دیا ہے۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ واپس آیا اور وہی اقرار کیا۔ اس کے بعد اپنے اوپر حد جاری کرنے کی خواہش کرتا رہا۔

چوتھی مرتبہ آپؑ نے فرمایا۔ پیغمبر اسلامؐ نے ایسے واقعے میں تین حکم فرمائے ہیں، ان میں سے کسی ایک کو اپنے لئے چن لے۔ (۱) تیرے ہاتھ پاؤں باندھ کر پہاڑ پر سے گرایا جائے (۲) تلوار سے تیرے سر کو اڑایا جائے (۳) آگ میں تمہیں جلایا جائے۔

اس نے عرض کیا۔ یا علیؑ، ان میں سے دشوار تر کونسا ہے؟ فرمایا، آگ میں جلانا۔ عرض کیا، میں اسی کو اختیار کرتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا، تو پھر آگ میں جلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کہنے لگا، میں تیار ہوں۔

اس کے بعد وہ اٹھا، دو رکعت نماز ادا کی اور کہا: "خدایا مجھ سے گناہ سرزد ہوا ضمیر نے مجھے ملامت کیا، گناہ سے ڈرتا ہوں اور تیرے رسول کے جانشین کے پاس آیا ہوں اور حد جاری کرنے کی خواہش ظاہر کی، انہوں نے تین سزاؤں میں اختیار دیا۔ بارِ الہا! میں نے ان سزاؤں میں سے سخت ترین سزا کو اپنے لئے منتخب کیا ہے۔ اب میں تجھ سے چاہتا ہوں کہ اس سزا کو میرے گناہوں کا کفارہ قرار دے اور مجھے جہنم کی آگ سے نجات عنایت فرما۔"

اس کے بعد وہ سخت رویا اور جاکر آگ کے گڑھے میں بیٹھ گیا۔ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام اس کی حالت دیکھ کر رو پڑے اور سب اصحاب بھی رونے لگے۔ پھر آپؑ نے اس سے فرمایا: "اے شخص اٹھو۔ تم نے زمین و آسمان کے ملائکہ کو بھی رلا دیا ہے، یقیناً تیری توبہ قبول کر لی گئی ہے۔

امام ضامن حضرت رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو حضرت علی علیہ السلام کے دوستوں میں سے ہے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرتا ہے۔ اگر اس سے گناہ سرزد ہو گیا اور مرنے سے پہلے اس نے توبہ کر لی تو اس کی موت بڑی آسانی سے ہوگی۔ اگر وہ بے توبہ مرا تو اسے برزخ میں سزا دی جائے گی تاکہ قیامت کے دن پاک ہو کر واردِ محشر ہو۔

پھر فرمایا: خدا کی قسم، تم شیعوں میں سے دو شخص جہنم میں نہیں جائیں گے حتیٰ کہ ایک بھی واردِ جہنم نہیں ہوگا، لیکن میں تمہارے بارے میں برزخ کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ ورنہ قیامت کے دن تو تم سب کی شفاعت ہم کریں گے۔

ہر شخص اوّل تو کوشش کرے کہ کسی قسم کا گناہ نہ کرے اور اپنے آپ کی اصلاح کرے۔ اسی طرح اہلبیت اطہار علیہم السلام سے رابطے کو مضبوط کرے کہ جو درحقیقت امید ہیں۔

بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک بہت ہی خوبصورت مثال بیان فرماتے ہیں : دو کشتیاں ہیں، جو سمندر میں چلتی ہیں۔ ایک مالِ تجارت سے بھری ہے اور دوسری خالی ہے۔ جب یہ دونوں کشتیاں بندرگاہ پر کسٹم ہاؤس کے نزدیک پہنچتی ہیں (پرانے زمانے میں بھی اس طرح مالیات وصول کیا کرتے تھے) تو ان دونوں کشتیوں میں سے کون سی کشتی کو وہاں کسٹم ہاؤس میں زیادہ وقت لگے گا اور کونسی جلد فارغ ہوگی ؟ ظاہر ہے کہ جو کشتی خالی ہوگی، کسٹم والوں کو اس سے کیا غرض پڑی ہے ؟ لیکن جو مال سے پُر ہوگی اس کی دیر تک چیکنگ بھی ہوگی اور کسٹم ڈیوٹی بھی اچھی خاصی لگائی جائے گی۔

اسی طرح جو شخص دنیا میں اپنا حساب ادا کر کے مرے گا تو آخرت میں اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی کیونکہ عبادات کے لحاظ سے اس کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، خمس، زکوٰۃ وغیرہ کو ادا کرتا رہا ہے۔ اپنے اہل وعیال کو نان ونفقہ دیتا رہا، کسی پر ظلم وستم روا نہیں رکھا، والدین اور ہمسایہ کے حقوق کی رعایت کی۔ مختصر یہ کہ دنیا میں دیندار ومسلمان ہو کر رہا۔ اب آگے اسے کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اب بھی اگر کوئی ایسی آرزو ہے تو اسے ترک کر دیجئے۔

لئالی الاخبار کی روایت کے مطابق ایسے اشخاص کو جب قبر میں اتارا جائے گا تو قبر میں روشنی ہوگی اور وہاں اس کے لئے سواری بھی موجود ہوگی۔ مومن اس پر سوار ہو کر چشم زدن میں بہشت کے پر کیف مقامات پر پہنچ جائے گا۔ وہاں اہل جنت اس سے پوچھیں گے، حساب وکتاب، میزان وصراط کا کیا ہوا ؟ یہ سواری کیسی ہے ؟ تو وہ جواب دے گا، یہ ملکوتی سواری وہی مسجد ہے، جس سے میں دنیا میں محبت کیا کرتا تھا اب اسی کی وجہ سے میں جنت میں پہنچ گیا ہوں۔

بے گناہ صرف چودہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ ان کے علاوہ اگر دوسرے لوگوں

سے کوئی لغزش سرزد ہوئی اور انہوں نے توبہ کرلی تو آیات و روایات کے مطابق :
التائب کمن لا ذنب لہٗ ۔ یعنی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو ۔ بلکہ خدا نے ایسے اشخاص کے ساتھ یوں وعدہ فرمایا ہے :

فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ (سورۃ الفرقان ۲۵ آیت ۷۰)

ترجمہ : پس وہی تو ہیں جن کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا ۔

نتیجۂ کلام یہ ہوا کہ جو شخص دنیا سے پاک ہو کر چلا، تو اس سے کسی قسم کا حساب و کتاب نہ ہوگا اور نہ ہی اسے کسی مقام پر پریشان کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ گناہوں کو اپنے کندھوں پر لئے ، توبہ کئے بغیر مرا تو وہ عالم برزخ میں انتظار کرے گا ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو کر وارد محشر ہوگا۔

امام رضا علیہ السلام کے فرمان کے مطابق یہ بات شیعانِ حیدر کرار سے متعلق ہے کہ "اس روز تم سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے ۔ جو شخص حضرت علی علیہ السلام سے محبت کرے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھے ، اگر اس نے گناہ کیا ہے اور بغیر توبہ کے مرا تو وہ عالم برزخ میں اتنی دیر رکے گا کہ گناہوں سے پاک ہو کر وارد محشر ہوگا۔ اس کے بعد اس سے کوئی سوال وغیرہ نہیں کیا جائے گا ، کیونکہ برزخ میں اس کا حساب صاف ہو چکا ہے ۔ (تفسیر نور الثقلین ۔ جلد ۵ صفحہ ۱۹۵ ۔ تفسیر مجمع البیان)

اس وقت امام نے فرمایا (جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے " میں تم پر عذاب برزخ سے ڈرتا ہوں ، ورنہ روز قیامت تمہاری شفاعت کریں گے "

پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ موت سے پہلے گزشتہ گناہوں کی اصلاح کریں ، کیونکہ ہم جہنم کے عذاب کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ۔ موت ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے ، یوں سمجھو گویا یہ تمہاری زندگی کا آخری سال ہے ۔

استغفار کی جزا بخشش ہے

ایک مفسر قرآن بیان کرتے ہیں :۔

ھل جزاء التوبۃ الّا القبول۔ اگر توبہ کی ہے تو کیا اس کی جزا قبول ہے ؟

ھل جزاء الاستغفار الّا المغفرۃ ۔ کیا استغفار کی جزا بخشش ہے ؟

ھل جزاء الشکر الّا الازدیاد۔ کیا شکر کی جزا زیادتی نعمات ہے ؟

ھل جزاء الدعاء الّا الاجابۃ۔ کیا دعا کی جزا اجابت ہے ؟

ھل جزاء السؤال الّا العطاء۔ کیا سوال کی جزا عطا و بخشش ہے؟ مختصر یہ کہ :

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۔ (سورۃ الرحمٰن ۵۵ - آیت ۶۰)

نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت عام ہے۔ کسی طرح کی ایک فرد سے خاص نہیں۔ خواہ مومن ہو یا کافر۔ اسی طرح اس آیت کا مضمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اگر تمہارے ساتھ نیکی کرے تو تم بھی اس سے نیکی کرو اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

جب کوفہ میں کچھ عرصہ بارش نہ ہوئی تو اہالیان کوفہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف رخ کیا۔ آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا ، بیٹا ، دعا کرو کہ بارش ہو۔ امام حسین علیہ السلام نے بارش کی دعا کی تو اتنی برسی کہ سب کو سیراب کر دیا۔ لیکن کوفیوں نے اس احسان کا بدلہ کیسے دیا ؟

مقدّر کی باتیں

اصول کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک عابد اور فاسق مسجد میں داخل ہوئے۔ جب مسجد سے باہر نکلے تو معاملہ برعکس تھا یعنی فاسق جب

مسجد میں داخل ہوا تو عابد کی عبادت دیکھ کر اس کا دل للچایا۔ خدا کو اس کی یہ ادا بھا گئی، لیکن وہ بدبخت عابد جو عبادت کے غرور میں تھا، اس کی نظر جب فاسق پر پڑی تو اس نے ناک بھوں چڑھا کر کہا، یہ کون ہے جو مومنین کی محفل میں داخل ہوا؟ اپنی اس سوچ میں خود کو بڑا اور دوسروں کو اس نے پست سمجھا۔

علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں کہ: بنی اسرائیل میں ایک فاسق شخص تھا جس کا لقب خلیع تھا (معلوم ہوتا ہے کہ گناہ گار لوگوں کو ہر زمانے میں خلیع کہا جاتا ہے) یہ شخص ایک عابد کے پاس آیا تاکہ خدا اس عابد کی برکت سے اس کو بخش دے۔

ادھر وہ عابد کوئی عالم نہ تھا، اس نے خلیع کی ہم نشینی سے تکبر کا اظہار کیا۔ وہ عابد اپنی عبادت کی وجہ سے اتنے بلند درجے پر پہنچ چکا تھا کہ جب سورج طلوع ہوتا تو بادل کا ایک ٹکڑا ہمیشہ اس کے سر پر سایہ فگن رہتا۔ جب یہ گناہ گار شخص اس خشک مقدس عابد کے پہلو میں بیٹھا تو عابد نے اپنی نیکیوں پر گھمنڈ کیا۔ جبکہ وہ بے چارہ آہیں بھرتا رہا کہ اے کاش میں بھی اس کی طرح عابد ہوتا۔

خدا کو عابد کا تکبر اچھا نہ لگا۔ مگر خلیع کی انکساری و تواضع اللہ تعالیٰ کو بھا گئی چنانچہ جب وہ گناہ گار شخص اس عابد کے پاس سے اٹھا تو اس بادل نے عابد کو چھوڑ کر خلیع پر سایہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر عابد میاں ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے کہ اچانک یہ کیا ہو گیا ہے؟

اس زمانے کے پیغمبرؑ پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور فرمایا:

"چونکہ عابد نے تکبر کیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص نظر اس پر سے ہٹالی۔"

یہ نفس کی ایک گھٹیا آرزو ہے، جیسے حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام خطبہ ہمام میں متقیوں کی صفات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ متقی اور شیعہ وہ لوگ ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کو تزکیۂ نفس کی دعوت دے تو وہ ڈرتے اور خوف سے لرزتے ہیں۔

حضرت فرماتے ہیں:

یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں، میں دوسروں سے دانا تر ہوں اور میرا خدا مجھ سے دانا تر ہے۔ خدایا، مجھے اپنی گرفت میں نہ لے۔ میرے بارے میں جو لوگ گمان کرتے ہیں مجھے اس سے بالاتر فرما۔

حالانکہ، خدایا! میں تیرے سامنے تیرا ایک عاجز بندہ ہوں۔

پس واضح ہوگیا کہ اگر خدا کسی کو نیک بنادے اور اچھا سمجھے تو صحیح ہے ورنہ خود کو اچھا کہنا درست نہیں